فاستبقوا الخیرات
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان
Digitized By Khilafat Library Rabwah
ماہنامہ
خالد
ربوہ
نومبر ۱۹۶۵ء
ایڈیٹر
محمد شفیق قیصر
فی پرچہ ۶۲ پیسے
سالانہ قیمت چھ روپے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اِسْتَبِقُوا الْخَیْرَات

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

المصلح الموعود

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۱۲ — ماہنامہ — ربوہ — شمارہ ۱

خالد

رجب ۱۳۸۵ھ — نبوت ۱۳۴۴ھش

نومبر ۱۹۶۵ء

سرپرست

حضرت صاحبزادہ مرزا رفیع احمد مدظلہ

ایڈیٹر

محمد شفیق قیصر

(سید عبدالباسط پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر ماہنامہ خالد دار الصدر جنوبی ربوہ سے شائع کیا)

فہرست مضامین

۱۔ نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں

خالد کا یہ شمارہ خدام کے ہاتھوں پہنچے گا تو خدام الاحمدیہ کا نیا تنظیمی سال شروع ہو چکا ہوگا۔ یکم نومبر سے ہمارا نیا سال شروع ہوتا ہے اور ہم ہر سال اپنے اس پروگرام کو جو احمدیت یعنی حقیقی اسلام اور انسانیت کی عملی خدمت کا پروگرام ہے، ایک نئے عزم اور ایک نئے ولولہ کے ساتھ شروع کرتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مومن کے دو دن برابر نہیں ہوتے بلکہ اس کا دوسرا دن اس کے پہلے دن سے زیادہ ترقیات کا حامل ہوتا ہے۔ پس خدام الاحمدیہ کے اراکین اور عہدے داران کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کا یہ سال سابقہ سال سے زیادہ ترقیات کا حامل ہو۔

پس اگر ایک طرف ہمیں نئے سال کے پروگرام پر غور و فکر کرنا چاہیئے تو دوسری طرف اس امر پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ گزشتہ سال ہمارے کام میں کیا نقائص اور خامیاں رہی ہیں اور آئندہ انہیں ہم کس طرح دور کر سکتے ہیں۔

خدام الاحمدیہ کو یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریکِ جدید کے دفتر دوم کی مضبوطی کا کام خدام الاحمدیہ کے سپرد فرمایا ہے۔ خدام کا فرض ہے کہ وہ اس ذمہ داری کو احسن طور پر ادا کریں اور اس امر کو ہرگز فراموش نہ کریں کہ اس وقت دنیا کے گوشے گوشے میں جو تبلیغی مشن کام کر رہے ہیں ان کی رگِ حیات "تحریک جدید" ہے جس کا انحصار ہمارے ایمان پر ہے، ہمارے ایثار پر ہے، ہماری کفایت شعاری پر ہے۔ پس ہمارا یہ اولین فرض ہے کہ ہم اپنے پیارے امام کی خدائی منشاء کے مطابق قائم کردہ "تحریک جدید" کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں اپنی کوششوں کو تیز سے تیز تر کر دیں اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہ واقع ہونے دیں۔

۲۔ موجودہ حالات میں ہمارا کام

آج ترقی یافتہ اور طاقتور اقوام میں حصولِ اقتدار کی مستقل کشمکش برپا ہے۔ جن ملکوں اور قوموں کے ہاتھ

میں دنیا کی سیاست کی باگ ہے وہ دنیا کی تمام اقوام سے اپنی سیادت و برتری منوانا چاہتی ہیں، وہ ہر قسم کے اخلاقی و قانونی ضابطوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اخلاقی قوانین کو پامال کر رہی ہیں اور انسانی حقوق کی محافظ بننے کی بجائے اسکی غاصب بن گئی ہیں۔ مسیح کے پہاڑی وعظ کی تلقین کرنے والوں کی تمام ترقوتیں اور تمام سائنسی ترقیاں انسانی خدمت کی بجائے اس کی تباہی کے سامان فراہم کرنے میں صرف ہو رہی ہیں۔

بڑے بڑے مفکّر اور سائنس دان حیران ہیں کہ اگر ان ترقیوں کو دنیا کی تعمیر اور انسانیت کی خدمت کی بجائے اس کی تخریب و بربادی کے لئے استعمال کیا گیا تو عالم انسانیت کا کیا انجام ہوگا۔ اس کے تدارک کی کوئی راہ انہیں نہیں سوجھ رہی۔ یہ سارا فساد اس لئے رونما ہوا کہ انسان اپنی روحانی اور اخلاقی اقدار کو پس پشت ڈال کر کلیۃً مادی اقدار پر تکیہ کئے بیٹھا ہے۔ جب تک زندگی کا مادی تصورِ حیات نہیں بدلے گا اس وقت تک کسی بہتری کی امید عبث ہے ——— لیکن ہم جو مذہبی اقدار کے علمبردار ہیں ہمیں یاجوج ماجوج کی اس مادی ترقی سے ہراساں نہیں ہونا چاہیئے بلکہ خدا تعالےٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنانا چاہیئے کیونکہ وہی تمام طاقتوں کا مالک ہے اور اسی کے قبضہ و اختیار میں تمام طاقتیں ہیں۔ انشاء اللہ اسلام غالب آئے گا اور دجالی طاقتیں پاش پاش ہو جائیں گی۔

بدقسمت انسان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ کی تبلیغ کے لئے انگلستان روانگی کے موقع پر ان کی ڈائری پر مندرجہ ذیل عبارت تحریر فرمائی:-

"کتنے بدقسمت ہیں وہ لوگ جن کے مکان سونے کی کانوں پر بنے ہوئے تھے لیکن ان سونے کی کانوں سے فائدہ غیر ملکی لوگوں نے اُٹھایا۔ مگر ان سے بھی زیادہ بدقسمت ہیں وہ لوگ جو تعلق باللہ کی سرنگ پر حیران بیٹھے ہیں۔ غیر قومیں آئیں گی اور اس سرنگ کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ تک پہنچیں گی۔ بعض دفعہ انسان کتنا بدقسمت ہوتا ہے!"

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے

نئے سال کے آغاز پر

صدرِ محترم مجلس خدام الاحمدیہ کا پیغام

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

یکم نومبر سے مجلس خدام الاحمدیہ کا نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ آئیے ہم اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس سے اس کا فضل اور رحمت طلب کرتے ہوئے ایک نئے عزم اور نئے ارادہ کے ساتھ یہ نیا سال شروع کریں۔

ہمارا یہ نیا سال غیر معمولی حالات میں شروع ہو رہا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ خدا کی دی ہوئی توفیق سے ہم ان غیر معمولی حالات میں بھی اسی اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کریں گے جو عام حالات میں کرتے رہے ہیں بلکہ پہلے سے بڑھ کر دینی اور قومی اور ملی خدمات بجا لائیں گے۔ ہمارا ملک جن حالات میں سے گزر رہا ہے اُن کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے سارے ذرائع اور ساری طاقت کو اس طرح سے کام میں لائیں جس سے ملکی دفاع مضبوط ہو اور قومی اور ملی اتحاد پائیدار بنیادوں پر قائم ہو جائے۔

ہمیں جس دشمن سے پالا پڑا ہے وہ نہایت ہی مکار اور بد باطن ہے اور اسکے ارادے نہایت خطرناک ہیں۔ ہندوؤں نے ثابت کر دیا ہے کہ انہیں صرف پاکستان ہی سے دشمنی نہیں بلکہ اسلام اور سارے مسلمانوں سے دشمنی ہے اور کم از کم اس برعظیم میں وہ کسی طرح بھی مسلمانوں کا وجود برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں اسلئے اس دشمن کا مقابلہ اور اسکے عزائم کو خاک میں ملانے کی جدوجہد صرف حب الوطنی ہی کا تقاضا نہیں بلکہ اسلام کی محبت اور اس کی حفاظت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ہم اس دشمن کے خلاف ہر وقت ہوشیار رہیں۔

پس میں اس پیغام کے ذریعہ سب خدام سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آنے والے ایام میں پہلے سے بڑھ کر محنت، مستعدی، قربانی اور ایثار کا مظاہرہ کریں۔ زیادہ سے زیادہ خدام کو فوج میں بھرتی ہونا چاہیئے اور جہاں تک ممکن ہو فوجی تربیت حاصل کرنی چاہیئے۔ اسی طرح سول ڈیفنس اور فرسٹ ایڈ کی تربیت بھی خدام کیلئے ضروری ہے۔

ہندوستان اور پاکستان کی جنگ اور پاکستان کی فتح نے ثابت کر دیا ہے کہ سامان اور تعداد نہیں بلکہ جذبہ اور کردار کسی قوم کی فتح کا ضامن ہوتا ہے اسلئے اپنے کردار کو بہتر بنانے اور اپنی زندگی کو اسلامی تعلیم

کے رنگ میں رنگین کرنے کے لئے پہلے سے زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ جس قوم میں اعلیٰ کردار نہیں وہ کبھی دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس بارہ میں مجلس خدام الاحمدیہ ملک کی خاص خدمت سرانجام دے سکتی ہے خصوصاً ملک کے نوجوان طبقہ کی۔ اور وہ اس طرح سے کہ اسلام کی حقیقی عملی تصویر بن کر دوسرے نوجوانوں کے لئے نیک نمونہ بنیں اور اپنے پاک اخلاق کے ساتھ دوسروں کے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوں۔

آخر میں میں اپنے بھائیوں سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی و امی کی زبانِ مبارک سے اور موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اسلام کی برتری اور غلبہ کے جو وعدے کئے تھے ان کے پورا ہونے کے دن قریب آرہے ہیں۔ زمانہ بڑی تیزی سے ایسی کروٹیں لے رہا ہے جس کے نتیجہ میں انشاء اللہ وہ انقلاب رونما ہوگا جس کی پہلے سے پیشگوئی کی گئی تھی اور انشاء اللہ وہ وقت جلد آئے گا جب ساری دُنیا میں اسلام کا غلبہ ہو جائے گا اور تمام نوعِ انسان کا ایک ہی دین ہوگا اور ایک ہی خدا اور ایک ہی رسولؐ۔ اور ہر زبان لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دے گی۔ دنیا میں جتنے بھی واقعات رونما ہو رہے ہیں وہ اسی ایک خدائی تقدیر کے ظہور کے لئے ہیں۔ ان حالات میں ہماری ذمہ داریاں پہلے سے بڑھ جاتی ہیں۔ جیسا کسی نے کہا ہے کہ وعدۂ وصل چوں شود نزدیک۔ آتشِ شوق تیز تر گردد۔ سو اگر ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے سچے عاشق ہیں اور خدا کے جلال کا ظہور اور خدا کے رسولؐ کی عزت کا قیام دیکھنا چاہتے ہیں تو ہماری آتشِ شوق تیز تر ہو جانی چاہیئے۔ ہمارا ولولہ اور ہمارا جوش اور ہماری تڑپ جنون کی حد تک پہنچ جانی چاہیئے۔ جو کام ہمارے سپرد کیا گیا ہے وہ فرزانوں کا کام نہیں جنون ہی سے یہ کام ہو سکتا ہے۔ بس جنون پیدا کرو اور اپنی ساری طاقتوں اور ساری کوششوں اور سارے ذرائع کو اسی ایک مقصد کے تابع کر دو کہ دینِ اسلام کا غلبہ ہو اور خدا کی ساری مخلوق خدا کے حبیبؐ کے دامنِ شفاعت سے وابستہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

والسّلام

خاکسار

مرزا رفیع احمد

معارف القرآن

كَلَّا إِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِي سِجِّيْنٍ ۝ ...... كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ لَمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ...... كَلَّا إِنَّ كِتٰبَ الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّيْنَ ۝

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"جب حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے مائدہ مانگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں دے تو دوں گا مگر اس نعمت کا انکار خطرناک نتائج پیدا کرنے والا ہوگا۔ چونکہ تم نے یہ دعا کی ہے کہ تمہاری قوم کو دنیا میں ترقیات نصیب ہوں اسلئے میں انہیں ترقیات دونگا اور بہت بڑی ترقیات دونگا لیکن اگر میری نعمتوں کا انہوں نے انکار کیا، دین سے نفرت کی، خدا تعالیٰ اسے بعد اختیار کیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے منہ موڑ لیا تو فَاِنِّیْٓ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّآ اُعَذِّبُهٗٓ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ میں عیسائی قوم کو وہ عذاب دونگا جو آج تک کبھی کسی قوم کو نہیں دیا گیا۔ ...... اسلئے یہاں کلّا کا تکرار اسی عذاب شدید کی طرف اشارہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے کہ اے عیسائیو! ہوشیار ہو جاؤ تم مطفف بنے ہوئے لوگوں کے حقوق کو غصب کر رہے ہو اور دنیا کی ترقیات کے مزے لوٹ رہے ہو میں نے تمہیں کہہ دیا تھا کہ اگر دنیا ملنے کے بعد تم نے نافرمانی کی، میرے اس احسان کو بھلا دیا اور میری طرف سے اپنی توجہ ہٹا کر دنیا پر گر گئے تو پھر میں تمہیں وہ عذاب دوں گا جو آج تک کسی کو نہیں دیا گیا۔ سو وہ عذاب کی خبر جو میں پہلے سے دے چکا تھا اب اس کا وقت قریب آ رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی گرفت تم پر نازل ہونے والی ہے جو نہایت شدید اور ہیبت ناک ہوگی۔ پھر کلّا کے اس تکرار پر غور کرنے سے ایک اور بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ یہاں تین دفعہ کلّا کفر کے ذکر کے بعد آتا ہے اور ایک دفعہ کلّا مومنوں کے ذکر سے پہلے ہے۔ اس میں اس طرف بھی اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تین جھٹکے عیسائیت کی تباہی کے لئے لگیں گے اور چوتھا جھٹکا اسلام کے قیام کا موجب ہوگا۔ بظاہر جہاں تک عقل کام دیتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی جنگ عظیم جو ۱۹۱۸ء میں ختم ہوئی پہلا جھٹکا تھا جو عیسائیت کو لگا۔ اب دوسری جنگ[1] جو شروع ہے یہ دوسرا جھٹکا ہے۔ اس کے بعد ایک تیسری جنگ عظیم ہوگی جو مغرب کی تباہی کے لئے تیسرا اور آخری جھٹکا ہوگا۔ اس کے بعد ایک چوتھا جھٹکا لگے گا جس کے بعد اسلام اپنے عروج کو پہنچ جائے گا اور مغربی اقوام بالکل ذلیل ہو جائیں گی۔ کیونکہ چوتھے کلّا کے بعد ہی یہ ذکر آتا ہے کہ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ عِلِّیِّیْنَ۔" (تفسیر کبیر جلد ششم جزو چہارم نصف اول ص۳۰۰)

---

[1] تفسیر کبیر کے اس حصہ کی طباعت کے وقت جنگ عظیم دوم جاری تھی جو ۱۹۴۵ء میں ختم ہوئی۔ (ایڈیٹر)

معارف الحدیث

معمولی سے معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو!

لَا يَحْقِرَنَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا مِنَ الْمَعْرُوفِ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَلْيَلْقَ أَخَاهُ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَإِذَا اشْتَرَيْتَ لَحْمًا أَوْ طَبَخْتَ قِدْرًا فَأَكْثِرْ مَرَقَةً وَاغْرِفْ لِجَارِكَ مِنْهُ۔ (ترمذی)

ترجمہ:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "تم میں سے کوئی شخص کسی ادنیٰ سے ادنیٰ اور معمولی سے معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھے اور اگر کوئی ایسا نہیں کر سکتا تو اُسے چاہیئے کہ کم از کم یہ (التزام) تو کرے کہ جب اپنے کسی بھائی سے ملے تو خندہ پیشانی سے ملے۔ اور جب تم گوشت خرید و یا ہنڈیا پکاؤ تو شوربہ زیادہ کر لیا کرو اور اس میں سے اپنے ہمسایہ کا حصہ رکھا کرو۔"

تشریح:۔ اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض معمولی مگر دُور رس نتائج کے حامل امور کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ان پر عمل پیرا ہونے میں معاشرے کی فلاح و بہبود کا راز مضمر ہے۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے یہ حکم دیا ہے کہ "امر معروف" یعنی نیک کام کو خواہ وہ کتنا ہی معمولی اور ادنیٰ نوعیت کا ہو ہرگز حقارت کی نظر سے نہ دیکھو۔

روزمرہ زندگی میں ہم اپنے گرد و پیش بہت سی باتیں دیکھتے ہیں، ان میں سے بعض ایسی ہوتی ہیں کہ جب تک غور و فکر سے کام نہ لیا جائے ان کا اچھا اور بُرا پہلو واضح نہیں ہوتا۔ لیکن بعض باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں کہ جب وہ سامنے آتی ہیں تو پہلی نظر میں ہی بغیر کسی غور و فکر کے پتہ چل جاتا ہے کہ کونسی بات بُرا پہلو رکھتی ہے اور کونسی نیک پہلو لئے ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ وہ چیز ہمارے لئے "جانی پہچانی" ہوتی ہے اور اسی کو عربی زبان میں "معروف" کہتے ہیں۔

معروف کی بہت سی قسمیں ہیں اور ہر قسم کے مختلف درجے ہیں۔ یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ ادنیٰ سے ادنیٰ اور معمولی سے معمولی "معروف" کو بھی حقیر نہ سمجھے۔ بسا اوقات انسان اپنے احباب اور دوستوں کی معمولی معمولی نیکیوں اور

ہمدردیوں کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ بڑی نیکیوں کی عظمت بھی اس کے دل سے کم ہوتی چلی جاتی ہے اور آہستہ آہستہ وہ معمولی نوعیت کے نیک کاموں کی توفیق سے بھی محروم رہ جاتا ہے۔

معمولی اور ادنیٰ درجہ کی نیکیاں ہی بڑی نیکیوں کا پیش خیمہ ہوا کرتی ہیں اور بہت سی معمولی اور ادنیٰ درجہ کی نیکیاں مل کر ایک بہت بڑی نیکی بن جاتی ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دوائی کی ایک معمولی خوراک انسان کو ہلاکت کے منہ سے بچا لیتی ہے بعینہٖ بعض اوقات ایک معمولی نیکی انسان کی نجات اور اس کی مغفرت کا باعث بن جاتی ہے۔

یہ بتانے کے بعد کہ معمولی اور ادنیٰ درجہ کے "معروف" کو بھی حقیر نہ سمجھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال کے طور پر بعض ادنیٰ نیکیوں کا ذکر کیا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اگر تم اعلیٰ درجہ کے نیک کام بجا لانے کی استطاعت نہیں رکھتے تو کم از کم یہ تو کرو کہ جب اپنے کسی بھائی کو ملو تو خندہ پیشانی سے ملو۔ اسے ملتے ہوئے تمہارے چہرے پر کسی قسم کے غیظ و غضب کے آثار نہیں ہونے چاہئیں۔

یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی شخص دوسرے کو خندہ پیشانی اور مسکراہٹ کے ساتھ ملے گا تو اس سے ملنے والے کی طبیعت پر بہت اچھا اثر پڑے گا اور اس کے دل میں اس شخص کے لئے محبت اور احترام کے جذبات پیدا ہوں گے اور لازماً وہ اس کے لئے نیک تمناؤں اور نیک خواہشات کا اظہار کرے گا۔

بظاہر یہ معمولی بات ہے لیکن اس کے نتائج انتہائی دُور رس اور شاندار ہیں۔

اس قول کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ آج سے چودہ سو سال پہلے خدا کے نبیؐ نے جو بات بیان فرمائی تھی آج ماہرین علم النفس نے اس کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے اس پر مستقل کتابیں لکھی ہیں جن میں خوش خلقی، خوش گفتاری اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملنے کے اصول و قواعد بیان کئے گئے ہیں۔

باہمی میل ملاقات کے بارہ میں احکام دینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ایک اور نیکی یعنی ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے اور اس امر کے یہاں بیان کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اس سے قبل یہ حکم تھا کہ معمولی نیکی کو بھی حقیر نہ سمجھو اور جب اپنے بھائی سے ملو تو خندہ پیشانی سے ملو اب چونکہ ملنے جلنے کے سب سے زیادہ مواقع انسان کو اپنے ہمسائے کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ اسلئے فرمایا کہ پڑوسیوں کے ساتھ بھی خندہ پیشانی سے ملو اور دوسرے یہ فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں کوئی اچھی چیز پکاتے ہو تو اس میں سے اپنے پڑوسی کے لئے

بھی حصہ نکالو۔ بظاہر یہ بہت ہی معمولی درجہ کا ایثار ہے لیکن اس معمولی ایثار کے نتیجہ میں آپس کی تلخیاں اور شکر رنجیاں دور ہو جاتی ہیں اور اہلِ محلہ محبت و اُلفت کے مضبوط اور پائیدار رشتے میں منسلک ہو جاتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تھادوا تحابوا (الادب المفرد) یعنی ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دیا کرو۔ کیونکہ اس سے بھی باہمی محبت و اُلفت بڑھتی ہے۔

ہمسایہ کے حقوق پر اسلام نے بے حد زور دیا ہے۔ اس کے ساتھ حسنِ سلوک کی اس درجہ تاکید و تلقین فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے ہمسایہ کے بارہ میں مجھے اس قدر وصیت کی ہے کہ مجھے یہ گمان گزرنے لگا کہ کہیں اسے وراثت کا حقدار ہی نہ بنا دیا جائے۔ بلکہ ایک حدیث میں تو اس شخص کے ایمان کی بھی نفی کی ہے جس سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں۔

(محمد شفیق قیصر)

ایک جدید تالیف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علمِ کلام کی مدد سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو روشنی بخشی ہے اس خداداد لیاقت اور استعداد کی مدد سے آپ نے جہاں کہیں بھی مخالفِ اسلام یا مخالفِ احمدیت کے اعتراضات کے جوابات میں نمایاں فتح حاصل کی ہے ایسے تمام واقعات جو تجربہ شدہ دلائل و براہین پر مشتمل ہوں گے اس کتاب میں شامل کئے جائیں گے۔ ایسے تمام اعتراضات جو دنیا کے مختلف طبقوں نے بالمشافہ گفتگو میں کئے ہیں اور جن کے جوابات ہماری طرف سے ایسے رنگ میں دیئے گئے کہ مخالف کو اسلام اور احمدیت کی صداقت کا قائل ہونا پڑا یا کم از کم وہ لاجواب اور ششدر رہ گیا۔ ان تمام جوابات کو کتابی شکل میں لانا ضروری اور مفید ثابت ہوگا اور ہماری نئی پود اور نئی نسل کے لئے علمی، ایمانی اور تبلیغی ترقی کا موجب بھی جملہ علماء، مربیان اور معلمین کرام اور تمام تبلیغی ذوق رکھنے والے اور صاحبِ علم دوست جو اس میدان کے شہسوار ہیں خواہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک سے تعلق رکھتے ہوں، سے درخواست ہے کہ وہ اپنے ایسے کم از کم دس واقعات لکھ کر بھجوا دیں تاکہ انہیں کتابی شکل میں مدون کیا جا سکے۔

خاکسار
عبدالرحمٰن مبشر رحمانیہ منزل جی بلاک ڈیرہ غازیخان

نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ پہلوں سے بڑھ کر قربانی کا نمونہ پیش کریں!

زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ محنت کر کے پیداوار میں اضافہ کرنا چاہیئے

(حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

تحریک جدید کے دفتر دوم کی مضبوطی کا کام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ کے سپرد کیا ہوا ہے۔ اس غرض کے لئے مجلس خدام الاحمدیہ کی مجلس شوریٰ منعقدہ سالانہ اجتماع ۱۹۵۰ء کے ایجنڈے میں ایک تجویز بھی رکھی گئی تھی۔ اس تجویز پر حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نمائندگان شوریٰ کو مخاطب کرتے ہوئے جو تقریر فرمائی تھی وہ ابھی تک جماعت کے کسی اخبار یا رسالے میں شائع نہیں ہوئی اب پندرہ سال بعد ادارہ خالد اس اہم تقریر کو شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ یہ تقریر مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین نے مجلس خدام الاحمدیہ کو بھجوائی تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اس تقریر کو ملاحظہ نہیں فرما سکے لہذا ادارہ خالد اپنی ذمہ داری پر یہ تقریر شائع کر رہا ہے۔

(ایڈیٹر)

پانچویں مجلس شوریٰ خدام الاحمدیہ مرکزیہ منعقدہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۵۰ء

مجلس خدام الاحمدیہ کے ایجنڈے میں دوسری تجویز یہ تھی کہ:-

"تحریک جدید دفتر دوم کی مضبوطی کا کام سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام الاحمدیہ کے سپرد فرمایا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ وعدوں کو کم از تین لاکھ تک پہنچایا جائے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ایک لاکھ تیس ہزار کے وعدے ہیں اور صرف

تینتالیس ہزار روپے کی نقد وصولی ہے
گزشتہ سال کے وعدوں کا بقایا جو
کئی لاکھ روپے ہے اس کے علاوہ ہے۔
اس بارہ میں مجلس مشورہ دیں کہ حضرت
اقدس کے ارشاد کی بہتر سے بہتر رنگ
میں کس طرح تعمیل کی جاسکتی ہے اور
وعدوں کی وصولی کے لئے کیا ذرائع
اختیار کئے جائیں جس سے تمام کے تمام
وعدے وصول ہو جائیں۔"

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس تجویز کے متعلق نمائندگان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا:-

"اس سال تین لاکھ کی تحریک میں سے ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کے وعدے ہوئے ہیں اور صرف اڑتالیس ہزار روپے کی نقد وصولی ہوئی ہے پچھلے سال نقد وصولی چھیالیس ہزار روپیہ تھی اور اس سال کی نقد وصولی اڑتالیس ہزار روپیہ ہے۔ گویا خدام الاحمدیہ کی کوشش سے جو جماعت کا ۳۰ فیصدی ہیں صرف دو ہزار روپیہ کی نقد وصولی ہوئی ہے حقیقت یہ ہے کہ ضروریات بڑھ رہی ہیں اور بیرونی ممالک میں زیادہ سے زیادہ مشن قائم کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے اور کچھ علاقے ایسے بھی ہیں جہاں احمدیت خود بخود پھیل رہی ہے۔ مثلاً امریکہ اور آسٹریلیا کے درمیان جزائر فجی اور ڈچ گی آنا کے علاقے ہیں...... وہاں لوگ اتنی کثرت سے احمدیت کی طرف متوجہ ہیں کہ بعض اخباروں اور کتابوں سے شبہ پڑ جاتا ہے کہ وہاں احمدی زیادہ ہیں یا غیر احمدی...... اس علاقہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اس کے ایک طرف امریکہ ہے اور ایک طرف جاپان..... پس ہمارا کام وسیع سے وسیع تر ہو گیا ہے لیکن حال یہ ہے کہ اخراجات کی کمی کی وجہ سے تبلیغ پہ زور نہیں دیا جا سکتا۔ مغربی افریقہ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہاں پنجاب کے بعد ہماری سب سے بڑی جماعت ہے جو ایک لاکھ کی تعداد میں ہے۔ وہاں پر پاکستانی اور مقامی بیسیوں مبلغ کام کر رہے ہیں۔ بیسیوں مشن اور سکول ہیں اور پچھلے سال سے کالج بھی کھول دیا گیا ہے...... اور آئندہ بہت بڑی ترقیات کی امید ہے۔

مشرقی افریقہ میں بھی احمدیت پھیل رہی ہے، انڈونیشیا میں بھی رستے کھل رہے ہیں اور مزید کھولے جا سکتے ہیں...... ایسے حالات میں تبلیغ کو وسیع کرنے کا تو سوال پیدا ہو سکتا ہے کم کرنے کا نہیں۔ پھر لٹریچر ہے، اس کے لئے چاہیئے تھا کہ چندہ بڑھایا جاتا لیکن چندہ میں جماعت بجائے ترقی کے سست ہو رہی ہے۔ تحریک جدید دفتر اول کے سولھویں سال میں بھی سستی ہوئی ہے۔ اس سال صرف ایک لاکھ تیس ہزار روپیہ کی آمد ہوئی ہے جو پچاس فیصدی سے بھی کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کچھ حصہ زمینداروں کی غفلت کا بھی ہے اور ان کو سزا بھی مل گئی ہے..... اس سال زمینداروں نے چندہ بہت کم دیا ہے اور عموماً یہ کہہ دیا جاتا تھا کہ گندم کی قیمت گر گئی ہے حالانکہ جن

دنوں گندم کی قیمت اڑھائی روپیہ فی من تھی۔ ان دنوں بھی زمیندار موجودہ چندہ سے زیادہ چندہ دیتے تھے، اسلئے خدا تعالیٰ نے سیلاب کے ذریعہ اس گندم کو بھی اڑا دیا۔

بہرحال مَیں سمجھتا ہوں کہ چندہ کی کمی میں کچھ حصہ زمینداروں کا بھی ہے۔ زمینداروں نے سمجھ لیا ہے کہ دس روپیہ فی من ہمارا حق ہے، حالانکہ چھ سات روپیہ فی من بھی غنیمت ہے۔ گندم کی قیمت تو تین چار روپیہ کے درمیان آجائے گی۔ دراصل گندم کی قیمت کا زیادہ کرنا آمد بڑھانے کا ذریعہ نہیں۔ آمد بڑھانے کا ذریعہ پیداوار بڑھانا ہے۔ دنیا کے دوسرے ملکوں میں گندم کی پیداوار زیادہ ہے۔ روس میں کہا جاتا ہے کہ گندم کی پیداوار فی ایکڑ ۴۰-۵۰ من تک پہنچ گئی ہے لیکن ہمارے ملک میں گندم کی پیداوار کی اوسط فی ایکڑ سات من ہے۔ سرگودھا کے ضلع میں کچھ علاقہ میں پیداوار ۲۰-۲۵ من فی ایکڑ ہو جاتی ہے لیکن سارے ملک میں اوسط پیداوار کا ہونا اور چیز ہے۔ سندھ میں ایک کھیت سے جو میرے قبضہ میں ہے ۴۲ من کپاس نکلی ہے اور ساری کپاس کی اوسط چھ سات من پڑی ہے۔

اگر اوسط پیداوار بڑھائی جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں اس وقت ایک کھیت سے چھ سات من گندم نکلتی ہے وہاں اسی کھیت سے تیس چالیس من نکلے گی۔ اور اس طرح اگر گندم کی قیمت گر کر تین چار روپیہ فی من تک بھی پہنچ جائے تب بھی زمینداروں کی آمد موجودہ آمد سے بڑھ جائے گی۔ زمینداروں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ محنت زیادہ کریں۔ ہمارے ملک کے زمیندار محنت بہت کم کرتے ہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ زمینداروں کی بھی ہر سال ایک کانفرنس بلائی جائے اور انہیں بتایا جائے کہ وہ زیادہ محنت کیسے کر سکتے ہیں۔ نوجوانوں کو بھی چاہیئے کہ وہ کام کریں اور محنت کریں تا جہاں ان کی آمد میں اضافہ ہو وہاں چندوں میں بھی زیادتی ہو۔ **نوجوانوں پر ذمہ داری زیادہ ہے۔ اگر پچھلی نسل تین لاکھ روپیہ چندہ دے سکتی تھی تو نوجوان چھ لاکھ روپیہ کیوں نہیں دے سکتے۔ آپ کہیں گے کہ ہماری آمدن کم ہے مَیں کہوں گا تم مومن ہو پھر تمہاری آمدن کیوں کم ہے۔ اگر تم کہو کہ ہمارے ابھی حالات نہیں بدلے تو مَیں کہوں گا کہ حالات کا بدلنا بھی تمہارا اپنا کام ہے۔** آپ حالات کو بدلیں اور اپنا معیار ایسا بنائیں کہ پہلوں سے بڑھ کر چندہ دیں۔ لیکن حال یہ ہے کہ ابھی تک دفتر دوم کے وعدے ایک لاکھ تیس ہزار تک پہنچے ہیں اور اس میں انصار بھی شامل ہیں۔ پچھلے لوگوں نے اگرچہ اس سال خطرناک سستی کی ہے لیکن وہ پہلے سالوں میں ہر سال سے بڑھ کر چندہ دیتے آئے ہیں اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو اس سال کی غفلت دور کر کے بھی وہ جلد اپنے مقام کو حاصل کر لیں گے۔ بہرحال آپ کا فرض ہے کہ ان سے آگے نکل جائیں کیونکہ دوسری سیڑھی پہلی سیڑھی سے ہمیشہ اونچی ہوتی ہے۔ انہوں نے اگر تین لاکھ روپیہ چندہ دیا ہے تو تم چھ لاکھ روپیہ چندہ دو۔ اور اگر انہوں نے

سال میں سو فیصدی چندہ ادا کر دیا ہے تو تم اپنی ادائیگی کے معیار کو اس سے بلند کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر غفلت ہوئی تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمیں بہت سے مشن بند کرنے پڑیں گے اور یہ بات ہماری ذلت کا موجب ہوگی۔

پس میں نہیں سمجھتا کہ اس تجویز کو پیش کرنے کا کیا فائدہ ہے اور تم اس کے متعلق کیا کہو گے۔ آخر چندوں میں جو سستی ہے اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ تمہارے ہمسایہ میں ایک احمدی بستا ہوگا اور اس نے تحریک جدید میں حصہ نہیں لیا ہوگا۔ لیکن تم نے اسے تحریک نہیں کی ہوگی یا ایک نو احمدی تمہارے ہمسایہ میں رہتا ہے اور وہ تحریک جدید سے ناواقف ہے تم نے اسے واقفیت بہم پہنچا کر اسے تحریک جدید میں شامل نہیں کیا ہوگا یا تم نے اپنی شان کے مطابق وعدہ نہیں کیا ہوگا۔ اور اگر وعدہ کیا ہوگا تو اسے سال بھر میں پورا نہیں کیا ہوگا۔ پس سوائے اس کے کہ تم اقرار کرو کہ ہم نے اس بارہ میں سستی سے کام لیا ہے اور تم کہو گے کیا؟ اور یہ اقرار کرنا کہ میں ہر احمدی کے پاس جا کر اس سے وعدہ لوں گا اور اگر میرے کسی دوست نے یا میں نے خود اپنی حیثیت کے مطابق وعدہ نہیں کیا تو میں خود بھی حیثیت کے مطابق وعدہ کروں گا اور اس دوست سے بھی حیثیت کے مطابق وعدہ لوں گا۔ اور پھر اگر میں نے وعدہ کیا ہے اور وقت پر ادا نہیں کیا تو میں اسے وقت پر ادا کروں گا" یہی عہد ہے جو تم اب کر سکتے ہو۔ تم عہد کرو اور پھر سستی کرو۔ یا تم اب زبانی وعدہ تو کر رہے ہو اور دل سے یہ کہہ رہے ہو کہ ہم اسے پورا نہیں کریں گے تو پھر اس عہد کا کچھ فائدہ نہیں۔ سو میں تم سے ان چاروں باتوں کا عہد لوں گا اور وہ عہد یہ ہے کہ آپ کے ہمسایہ میں یا آپ کے گاؤں میں یا آپ کے محلہ میں اگر کوئی ایسا احمدی ہو کہ جو تحریک جدید میں حصہ نہیں لے رہا تو آپ اسے تحریک جدید میں شامل کرنے کی کوشش کریں یہاں تک کہ ایک بھی احمدی نہ رہے جو تحریک جدید میں حصہ نہ لے رہا ہو۔ میں تحریک جدید کی پرانی شکل پھر قائم کر دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کم از کم یونٹ پانچ روپیہ[1] ہو۔ کوئی شخص پانچ روپیہ سے کم رقم تحریک جدید میں نہ دے۔ اس سے زیادہ دینے والے کو ہم مجرم نہیں گردانیں گے خواہ اس کی آمد کتنی ہی زیادہ ہو۔ اپنے اخلاص کی نسبت سے کوئی شخص زیادہ دے تو دے۔ پہلے شرط یہ بھی کہ تحریک جدید میں حصہ لینے والا کم از کم ۲۵ فیصدی دے لیکن پرانی صورت میں سو روپیہ ماہوار آمد والا بھی اگر پانچ روپے دیتا تھا تو ہم اسے کہتے تھے اچھا تم پانچ ہی دیدو۔ لیکن ہوتا یہ تھا کہ وہ اپنے اخلاص کی وجہ سے سو روپیہ ماہوار ہوتے ہوئے ڈیڑھ سو روپیہ دیتا تھا۔ پس جماعت میں اخلاص کی روح بڑھانے کے لئے میں ۲۵ فیصدی والی شرط واپس لیتا ہوں۔ پانچ روپیہ یونٹ ہوگا۔ اگر پہلے سال ایک ہزار روپیہ ماہوار آمد والا بھی پانچ روپیہ دینا چاہتا ہے تو بے شک دے پھر اپنے اخلاص کی وجہ سے

---

[1] پچھلے سال سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کم سے کم یونٹ ۵ روپے کی بجائے ۱۰ روپے کر دیا ہے۔ (ایڈیٹر)

وہ جتنا بڑھانا چاہے بڑھاتا چلا جائے۔ اور میں آپ سے یہ اُمید رکھتا ہوں کہ جماعت میں کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو تحریک جدید میں حصہ نہ لے رہا ہو۔ آپ ہر احمدی کو تحریک کریں کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق تحریک جدید میں حصہ لے۔ اگر وہ پانچ روپیہ ہی لکھواتا ہے تو بے شک لکھوائے لیکن دوسرے دن اس کے پاس جائیں اور کہیں کہ آپ کی حیثیت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے بہت زیادہ ہے آپ پانچ روپیہ کی بجائے اپنا وعدہ دس روپیہ کر دیں۔ پھر اگر وہ اپنا وعدہ دس روپے کر دے تو تیسرے چوتھے ماہ پھر اس کے پاس جائیں اور کہیں آپ کی حیثیت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وعدہ کی نسبت بہت زیادہ ہے، آپ اپنا وعدہ دس روپیہ سے بیس روپیہ کر دیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے معیار کے مطابق آجائے۔ تیسرے ہر نو مبائع کو احمدیت میں داخل ہوتے ہی تحریک جدید سے واقف کریں اور اسے تحریک کریں کہ وہ اقل ترین رقم دے کر اس میں شامل ہو۔ چوتھے تحریک جدید کے چندے اور دوسرے چندے وقت پر وصول کریں۔ اگر یہ سب باتیں ہو جائیں تو دفتر بوجھ اٹھانے کے قابل ہو جائیگا۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ نئے شامل ہونے والے کو پچھلے سالوں کا بقایا بھی دینا پڑتا تھا اب میں یہ کہتا ہوں کہ جس سال بھی کوئی شامل ہو وہ اُسے اوّل شمار کرے پھر ۱۹ سال[1] تک چندہ دیتا چلا جائے۔ اسی طرح دفتر دوم قیامت تک چلا جائے گا۔ پس میں آپ سب کو چار باتوں کی نصیحت کرتا ہوں اور ان سب کا آپ سے عہد لیتا ہوں آپ سب کھڑے ہو کر یہ عہد کریں۔ میں نے چاروں باتیں بتا دی ہیں اب میں آپ سے یہ عہد لینا چاہتا ہوں کہ ان باتوں کے مطابق آپ خود بھی کوشش کریں اور تمام خدام اور دوسرے لوگوں کو بھی تبلیغ کریں، اُن سے وعدہ لیں اور پھر وعدہ کو جلدی پورا کروائیں تفصیلات بعد میں شائع ہو جائیں گی۔ اب میں اختصار کے ساتھ ان چار[2] باتوں کا آپ سے عہد لیتا ہوں:۔

(۱) کیا آپ یہ عہد کرتے ہیں کہ جو شرائط میں نے بتائی ہیں آپ ان کے مطابق کوشش کریں گے کہ ہر احمدی اس تحریک میں حصہ لے، ہر نو مبائع اس میں حصہ لے، ہر چندہ لکھوانے والا اپنی حیثیت کے مطابق حصہ لے اور پھر ہر چندہ لکھوانے والا سال بھر کے اندر اس چندہ کو ادا کر دے (سب خدام نے بیک آواز کہا اِی واللّٰہِ)

(۲) کیا آپ اقرار کرتے ہیں کہ جو قواعد میں نے بتائے ہیں آپ ان کے مطابق محنت اور دیانتداری سے کوشش کریں گے۔ (سب خدام نے بیک آواز کہا اِی واللّٰہِ)

(۳) کیا آپ اقرار کرتے ہیں کہ جو قواعد میں نے بیان کئے ہیں آپ ان کے مطابق محنت اور دیانتداری سے کوشش کریں گے۔ (سب خدام نے بیک آواز کہا۔ اِی واللّٰہِ) +

---

[2] اصلی تقریر کا جو مسودہ ملا ہے اس میں صرف تین امور کے بارہ میں ہی حضور نے خدام سے عہد لیا ہے معلوم ہوتا ہے تقریر کا کچھ حصہ تلف ہو گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

[1] اب یہ تحریک قیامت تک کے لئے ہے۔ (ایڈیٹر)

ارشاداتِ عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

(مرسلہ مکرم مولوی عبد الرحمن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

(۱)

ایک بزرگ صحابی نے خواب میں دیکھا کہ قادیان میں حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی میں فرش پر سفید چادر بچھی ہوئی ہے اور فرش پر مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب اور مکرم مرزا عبد الحق صاحب کھانا کھا رہے ہیں۔ میرے بیٹے نصر اللہ یا ظفر اللہ کو بھی کھانے میں شامل کیا گیا ہے۔ کھانے میں پراٹھے اور آم کا لذیذ مربّہ ہے۔ حضور نے تعبیر کے طور پر فرمایا کہ:۔

"نصر اللہ اور ظفر اللہ دونوں نام اچھے ہیں۔ انشاء اللہ تائیدِ الٰہی پاکستان کے ساتھ ہوگی۔"

(۲)

مشرقی افریقہ کے ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ وہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صدر پاکستان کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں۔ ان کا منہ مشرق کی طرف ہے۔ میرا لڑکا نصر اللہ دوڑا دوڑا آیا ہے اور فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب کی ٹانگوں سے لپٹ گیا ہے حضور نے اس کی تعبیر میں فرمایا:۔

"بڑی اچھی خواب ہے۔ صدر ایوب کو نصرٌ من اللہ ملنے کی طرف اشارہ ہے۔"

(۳)

ایک شخص نے اپنی یہ خواب حضور کی خدمت میں لکھی کہ وہ خواب میں اپنے ایک دوست کے بیمار لڑکے کی بیمار پرسی کو گیا ہے اور ایک نسخہ لکھا۔ اس میں کچھ دعائیں لکھیں اور لکھا کہ اگر یہ دعائیں لڑکا نہ پڑھ سکے تو والدین ان کو پڑھ کر بچے پر دم کریں انشاء اللہ آرام آجائے گا نسخہ میں یہ دعائیں لکھی ہیں کہ آیۃ الکرسی، تینوں قُل اور سورۃ فاتحہ پڑھ کر اس کے جسم پر پھونک ماریں حضور نے تعبیر میں فرمایا:۔

"ٹھیک ہے یہ دعائیں کثرت سے پڑھا کریں۔"

(۴)

ایک عورت نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ حضور خود بھی پاکستان کے لئے دعائیں کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ دوسرے مسلمانوں نے ابھی تک اپنی غفلت سے آپ کے مقام کو پہچانا نہیں اسلئے آپ ان مسلمانوں کو بھی اپنی دعاؤں سے محروم نہ کریں حضور نے فرمایا:۔

"اس وقت پاکستان اور پاکستانیوں کے لئے میں اور ساری جماعت دعا کر رہی ہے۔"

(۵)

ایک بچے نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ دعا کریں میرا قد بڑھ جائے لوگ مجھے مخول کرتے ہیں اور طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارا قد حضرت صاحب کی دعا سے کیوں نہیں بڑھتا۔
حضور نے فرمایا:۔

"قد ساری عمر میں بڑھتا ہے (مایوس ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔)"

(۶)

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ حضور نیزہ بازی کے میدان میں ہیں۔ جو گھوڑا حضور کی سواری کے لئے تیار ہے وہ بہت تیز ہے۔ مَیں ڈرتا ہوں کہ حضور کو گرا نہ دے لیکن حضور اس گھوڑے پر بڑے اطمینان سے سوار ہیں۔ ایک سفید ڈورا جو موم بتی کی طرح ہے، وہ اوپر سے نیچے لٹکا ہوا ہے۔ حضور نے اس کو نیزے کی انی سے چھید دیا ہے۔ مَیں خواب میں ہی سمجھتا ہوں کہ سفید ڈورے سے مراد عیسائیت کا سانپ ہے۔ حضور نے اسے تین دفعہ چھیدا ہے۔

حضور نے ان کی اس خواب اور تعبیر کو ملاحظہ فرما کر ارشاد فرمایا۔ "ٹھیک ہے۔"

(۷)

ایک مخلص صحابی نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص یہ شعر پڑھ رہا ہے ؎

حافظا ظاہر مکن اسرارِ ربّ العالمین

پھر ایک تولیہ دیکھا جس کو مَیں نے درمیان سے کاٹ دیا ہے اور اس پر مَیں افسوس کرتا ہوں۔ حضور نے تعبیر میں فرمایا۔ "مخالفت کی طرف اشارہ ہے۔"

(۸)

ایک نوجوان نے حضور کی خدمت میں لکھا کہ مَیں نے یتیمی کی حالت میں اپنے چچاؤں کے ہاں پرورش پائی ہے۔ اب مَیں جوان ہوں۔ میرے ایک چچا نے مجھے رشتہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ ایک اور احمدی دوست بھی رشتہ دینے کے لئے تیار ہیں۔ حضور مشورہ عطا فرمائیں مَیں کس کو ترجیح دوں۔
حضور نے ارشاد فرمایا:۔

"دونوں میں سے جو پسند ہو۔"

(۹)

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس کی شادی ایک غریب گھرانے میں ہوئی ہے۔ جہیز میں تین بکس ملے ہیں۔ ایک سالے کا نام نور الدین ہے، دوسرے کا یوسف۔ تعبیر میں حضور نے فرمایا۔

"بھائیوں کے نام اچھے ہیں۔ مبارک خواب ہے۔"

(۱۰)

ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس نے ایک سفید مرغی کو ذبح کرنے کے لئے زمین پر لٹایا ہے۔ جب اُسے ذبح کرنے کے لئے چھری کو ہاتھ میں پکڑا تو کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے ہمارا چھوٹا بچہ کھڑا ہے۔ بہرحال اسے اپنا بیٹا سمجھتے ہوئے بھی ذبح کر دیا۔ بوقتِ ذبح خون کی دھار نکلی۔
حضور نے تعبیر میں فرمایا:۔

"بچے کو وقف کرنے کی طرف اشارہ ہے۔"

(۱۱)

ایک شخص نے اپنی یہ خواب حضور کی خدمت میں

لکھی کہ وہ اپنے پانچ سالہ بچے کو بطور صدقہ ذبح کر رہا ہے پھر اس کی کھال کو سی کر چارپائی پر لٹا دیا ہے اور اس کے گوشت کو کاٹ کاٹ کر برتنوں میں ڈالا ہوا ہے۔ حضرت نے تعبیر میں فرمایا :-

"اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ بچے کو ذبح کرنے سے مراد قوم یا دین کیلئے وقف کرنا ہوتا ہے۔"

(۱۲)

ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ اس کی لڑکی جس کی عمر ۹ سال ہے، اس کے پاس اس کا اپنا بچہ جو دو اڑھائی سال کی عمر کا ہے وہ ہے اور بچی حاملہ ہے اور بہت تکلیف محسوس کر رہی ہے۔ حضور نے تعبیر میں فرمایا :-

"اچھی خواب ہے۔ کوئی بظاہر ناممکن کام ہو جائے گا۔"

"پاکستان کے ہر مسلمان مرد اور عورت کو سمجھ لینا چاہیئے کہ اس نے یا تو عزت اور فتح کی زندگی بسر کرنی ہے یا عزت اور فخر کی موت اس نے مرنا ہے۔ یہی ایک راستہ ہے جس پر شریف انسان کو چلنا چاہیئے کہ یا وہ دشمن پر فتح پائے یا عزت کی موت مرے۔" (قیام پاکستان اور ہماری ذمہ واریاں صہ ۵۲ از حضرت امام جماعت احمدیہ)

ربوہ کی ترقی

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

"یہ کبھی وہم نہ کرنا کہ ربوہ اُجڑ جائے گا۔ ربوہ کو خدا تعالیٰ نے برکت دی ہے ربوہ کے چپہ چپہ پر اللہ اکبر کے نعرے لگے ہیں۔ ربوہ کے چپہ چپہ پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ اس زمین کو کبھی ضائع نہیں کرے گا جس پر نعرۂ تکبیر لگے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا گیا ہے۔ یہ بستی قیامت تک خدا تعالیٰ کی محبوب بستی رہیگی اور قیامت تک اس پر برکتیں نازل ہوں گی اسلئے یہ کبھی نہیں اُجڑے گی کبھی تباہ نہ ہوگی۔ بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا تمام دنیا میں کھڑا کرتی رہے گی۔" (انشاء اللہ تعالیٰ)

(الفضل ۱۲؍۱۲ ۱۹۵۷ء)

مرتبہ محمد شفیق قیصر

نکتہ ہائے معرفت

(۱)

"لاہور میں ایک وکیل مجھے کہنے لگا کہ مرزا صاحب مجنون ہیں اور یہ دعویٰ اسی جنون کا نتیجہ ہے۔ مَیں باتوں ہی باتوں میں اسے پاگل خانے لے گیا۔ وہاں کا مہتمم میرا واقف تھا اسلئے ہمیں اندر جانے میں کچھ دقت نہ ہوئی۔ اس ڈاکٹر سے مَیں نے سوال کیا کہ جنون کی کیا تعریف ہے؟ اس نے کہا کہ یہ تو بڑا مشکل سوال ہے اور کسی کو مجنون کہنا آسان نہیں کیونکہ ہمارے نزدیک تو ایک چور، ایک زانی بھی جنون سے خالی نہیں۔ مَیں نے کہا اگر کوئی وکیل کسی شخص پر جنون کا فتویٰ دیدے تو کیا وہ صحیح مان لینے کے قابل ہے؟ کہنے لگا وہ تو بے وقوف ہے۔ میرے خیال میں ایسا وکیل خود مجنون ہے۔ غرض اس ڈاکٹر نے اس مسئلہ کو ایسا مشکل بتایا کہ وکیل سخت نادم ہوا۔ مَیں نے اُس سے کہا کہ آدمی کے سات قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ اپنے رشتہ داروں سے، اپنی اولاد سے، اپنی بیوی سے، اپنے احباب سے، اپنے بادشاہ سے، اپنے ملازموں سے، اپنے مولیٰ سے۔ ان سب میں مرزا صاحب کو دیکھ لو کیسے عمدہ و کامل تعلقات ہیں۔ کیا ان میں کوئی بگاڑ پیدا ہُوا؟ کیا وہ ایسا اسوہ حسنہ نہیں کہ ایک جہان ان کی تقلید کرے؟ ان حالات کو دیکھتے ہوئے جو نہیں مجنون سمجھے اس گے آپ کو مجنون ہونے میں کیا شک ہے۔" (حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ)

(۲)

"ایک بڑے مشہور پیر صاحب تھے، مجھے کہنے لگے تم مرزا کے مرید ہو گئے ہمارے مرید کیوں نہیں ہوئے۔ مَیں نے کہا حضرت مَیں تو حاضر ہوں مگر فرمایئے آپ کے دربار سے مرزا سے بڑھ کر کیا ملے گا؟ کہنے لگے مَیں تجھے نماز پڑھاؤنگا تو پہلا سجدہ عرش پر کراؤں گا۔ مَیں نے کہا سجدہ تو خدا تعالےٰ کو کرنا ہے، سجدہ کے لئے عاجزی چاہیئے اور وہ زمین پر ہی ہوتی ہے۔ اور پھر قبلہ اور زمین پر سجدہ کرنے میں فولِّ وجھك شطر المسجد الحرام کی تعمیل ہو جائیگی عرش پر سجدہ کرنے کی سرکاری اجازت بھی خدا جانے ہے کہ نہیں۔ اگر وہاں کی پولیس دخل دے جائیں مجھے گرفتار کرے تو مَیں کیا کروں گا؟ آپ کا مقام تو خدا جانے اس سے آگے کتنے فاصلے پر ہو۔" (حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضؓ)

(۳)

"مشہور ہے کہ حکیم علوی خاں جو کہ محمد شاہ کا معالج اور نہایت حاذق طبیب تھا، اس کے زمانے میں ایک عطار بھی اس کے نسخے دیکھتے دیکھتے علاج کرنے لگا تھا لوگوں نے اس کا ذکر علوی خاں کے سامنے بھی کیا اور یہ کہا کہ جس قدر مریض آپ کے علاج سے اچھے بھی ہوتے یا مرتے ہیں اسی کے قریب اس کے علاج سے اچھے بھی ہوتے

ہیں اور مرتے بھی ہیں۔ علوی صاحب نے کہا بڑے! لاکن من با قاعدہ می کشم و آں قرم ساق بے قاعدہ می کشد۔ "ہاں! لیکن میں قاعدے سے مارتا ہوں اور وہ بدبخت بے قاعدگی سے مارتا ہے۔" (مقالاتِ بوعالی جلد اول)

(۴)

رُباعی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ)

ہوش میں آجا تو اُے مغرب یہ مستی چھوڑ دے

کر بلندی کی طرف پرواز پستی چھوڑ دے

زندہ اپنے آپ کو کہنے سے کچھ بنتا نہیں

ہم تو تب مانیں کہ تو مردہ پرستی چھوڑ دے

(الفضل ۲۷ اگست ۱۹۱۳ء)

(۵)

"احذر من تأمن فانك

حذر ممن تخاف"

جس سے تم کو اطمینان ہو اس سے چوکنے رہو۔ کیونکہ جس سے تمہیں خوف ہوتا ہے اس سے تو ہوشیار رہتے ہی ہو۔ (ابوعثمان جاحظ مجم الادبا جلد ۶)

(۶)

لیس الجمال بمئزر

فاعلموا ان رديت بردا

ان الجمال معادن

ومناقب اورثن مجدا

(دیوان حماسہ عمرو بن معدی کرب)

تم خواہ کتنی ہی خوبصورت پوشاک کیوں نہ پہنا دیئے جاؤ یہ خیال نہ کرنا کہ حسن و جمال پوشاک میں ہوتا ہے حقیقۃً حسن و جمال تو خیر و کرم کے وہ سرچشمے اور وہ بلند کارنامے نمایاں ہیں جو تم کو عزت و سرور کا سے سرفراز کریں۔

خدّام کے حق میں حضور کی ایک دُعا

"اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور قیامت تک آپ لوگ اور آپ کی نسلیں دین کی خادم رہیں۔ خدا کی محبت رہیں۔ خدا سے تم محبت کرنے والے ہو اور خدا تم سے محبت کرنے والا ہو کبھی تمہارا دشمن تم پر غالب نہ آئے بلکہ تم خدا کی مدد اور اس کی نصرت سے نیکی اور تقویٰ کے ساتھ لوگوں پر غالب آؤ شرارت اور فساد کے ساتھ نہیں بلکہ نیکی اور تقویٰ کے ساتھ تاکہ اسلام تمہاری ترقی سے فائدہ اٹھائے اور کسی تمہاری ترقی سے نقصان نہ پہنچے۔" (سالانہ اجتماع ۱۹۵۵ء میں خطاب مطبوعہ الفضل ۱۴ مارچ ۱۹۵۶ء)

قومی ترقی کے لئے قومی دماغ کی ضرورت ہوتی ہے

ذیل میں حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تالیف تفسیر کبیر میں سے ایک اقتباس دیا جا رہا ہے۔ اس میں آپ نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ کوئی قوم کس طرح ترقی کر سکتی ہے۔ احمدی نوجوانوں کا فرض ہے کہ اس کا غور سے مطالعہ کریں اور ملک و قوم کی ترقی کے لئے ہر وقت کوشاں رہیں اور اس امر کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ پاکستان ایک عام ملک نہیں بلکہ یہ اسلام کے نام لیواؤں کا ملک ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ملک ہے۔ یہ خدا کی امانت ہے اور اس امانت کی حفاظت کیلئے ہمیں ہر ممکن قربانی سے کام لینا چاہیئے۔ (ایڈیٹر)

"قومی دماغ کا فردی دماغ مقابلہ نہیں کر سکتا۔

قومی دماغ کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ قوم کے ہر فرد میں یہ احساس ہوتا ہے کہ میں کچھ چیز نہیں اصل چیز قوم ہے۔ چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صحابہ نے جو قربانیاں کیں وہ اس بات کا ایک بیّن ثبوت ہیں کہ کس طرح وہ ہر چیز میں قوم کے مفاد کو مدنظر رکھتے تھے۔ در اصل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فرد نہیں تھی بلکہ وہ ایک نشان تھی، قومی عظمت کا اس لئے آپ کے لئے جو قربانیاں کی گئیں وہ فرد کے لئے نہیں تھیں بلکہ قوم کے لئے ہی تھیں۔ اُن کی قربانیوں کا اندازہ اسی واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ ایک جنگ میں دشمن کی طرف سے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی کہ حضرت طلحہؓ نے اپنا ہاتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے سامنے کر دیا تاکہ کوئی تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ آ لگے اور انہوں نے اپنا ہاتھ برابر اسی طرح رکھا یہاں تک کہ ان کا ہاتھ شل ہو گیا اور ساری عمر کیلئے بیکار ہو گیا۔ کیا جذبۂ ایمان تھا کہ انہوں نے اُف تک نہ کی اور اپنے ہاتھ کو برابر تیروں کی بوچھاڑ میں کھڑے رکھا۔

ایک دفعہ حضرت طلحہؓ سے کسی نے پوچھا کہ طلحہ! جب تمہارے ہاتھ پر تیر لگتے تھے تو کیا تمہارے منہ سے اُف بھی نکلتی تھی۔ انہوں نے جواب دیا کہ اُف تو نکلنا چاہتی تھی مگر میں نکلنے نہیں دیتا تھا کیونکہ میں ڈرتا تھا کہ کہیں میرا ہاتھ ہل نہ جائے اور کوئی تیر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ آ لگے۔ یہ واقعہ ثبوت ہے اس بات کا کہ وہ سمجھتے تھے کہ ہم میں کوئی فرد باقی نہیں رہا۔ ہمارا صرف یہی کام ہے کہ ہم قوم کے لئے یا قوم کے نشان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رات اور

دل قربانیاں کریں اور اپنے آپ کو اسی راہ میں قربان کر دیں۔

اُحد کی جنگ جب ختم ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کو زخمیوں کی دیکھ بھال کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے ایک انصاری صحابی کو دیکھا کہ وہ سخت نازک حالت میں ہیں وہ اس کے قریب گئے اور اس سے کہا کہ بھائی کوئی تمہارا پیغام ہو تو مجھے بتا دو میں تمہارے عزیزوں اور رشتہ داروں تک پہنچا دوں گا اس نے کہا میں اسی تلاش میں تھا کہ مجھے کوئی مدینے والا ملے اور میں اُس کے ذریعے اپنے رشتہ داروں کو ایک پیغام بھجواؤں۔ اچھا ہوا کہ تم مجھے مل گئے۔ لاؤ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو اور وعدہ کرو کہ میرا پیغام میرے خاندان تک پہنچا دو گے انہوں نے اپنے ہاتھ میں ہاتھ رکھ کر اقرار کیا کہ میں تمہارا پیغام ضرور پہنچا دوں گا۔ اس پر اُن زخمی صحابی نے کہا میرے عزیزوں اور رشتہ داروں اور بھائی بندوں کو جا کر کہہ دینا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم کا بہترین خزانہ ہیں اور یہ ایک قومی امانت ہے جو ہمارے پاس ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے دل میں بھی اس قیمتی متاع کی صحیح قدر و قیمت کا احساس ہوگا تاہم میں بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ یہ پیغام تمہیں پہنچا دوں کہ جب تک ہم زندہ رہے ہم نے اس امانت میں خیانت نہیں ہونے دی اور اس کی حفاظت میں اپنا پورا زور صرف کر دیا اب ہم مرنے لگے ہیں اور اپنے پیچھے اس امانت کو چھوڑے جا رہے ہیں۔ میں اپنے تمام بیٹوں، بھائیوں اور اُن کی اولاد سے یہ اُمید کرتا ہوں کہ وہ اپنی جان سے بھی زیادہ اس امانت کی حفاظت کریں گے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی واقع نہیں ہونے دیں گے۔

مرنے والا مرتا ہے تو کس طرح کبھی اُسے اپنی بیوی کا خیال آتا ہے، کبھی اپنے بچوں کا خیال آتا ہے۔ وہ اگر کچھ بتاتا بھی ہے تو یہ کہ فلاں سے میں نے اتنا روپیہ لینا ہے، فلاں کو اتنا قرض دینا ہے، بچوں کی اس طرح تربیت کی جائے، بیوی کے گزارے کا یہ انتظام کیا جائے۔ مگر وہ صحابی مرتے وقت بھی اگر خیال کرتا ہے تو اپنی قوم کا بلکہ نوعِ انسانی کا۔ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں اپنی قوم ہی کی نہیں بلکہ نوعِ بشر کی رُوح کو سمٹا ہوا پاتا ہے اور اس کی قومی رُوح انفرادی حقوق کو بھول جاتی ہے۔ وہ صرف قوم اور اس کے مظہر کو دیکھتا ہے اور مرتے ہوئے اپنے باقی ماندہ خاندان کو زندہ رہنے کی نہیں بلکہ مرنے کی تلقین کرتا ہے، اپنا حصہ لینے کی نہیں بلکہ اپنا حصہ قربان کرنے کی وصیت کرتا ہے۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ فرد اور خاندان کی عزت اور بچاؤ قوم کی عزت اور بچاؤ کے ساتھ وابستہ ہے۔

یہ رُوح اگر اب بھی مسلمانوں میں پیدا ہو جائے تو اُن کا مقابلہ نہ سکھ کر سکتے ہیں اور نہ ہندو کر سکتے ہیں۔ مسلمان یوں تو سکھوں پر ہمیشہ پھبتی اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سکھ بڑے بیوقوف

قوم ہے لیکن سکھ میں قومی دماغ ہے جس سے مسلمان ابھی تک محروم ہے اور یہی وجہ ہے کہ قلیل التعداد ہونے کے باوجود مشرقی پنجاب میں (تقسیم ہند کے وقت ۱۹۴۷ء میں۔ ناقل) سکھ جیت گیا اور مسلمان ہار گیا۔

غرض قومی دماغ بڑی قیمتی چیز ہوتی ہے **اور جب کسی قوم میں یہ دماغ پیدا ہو جائے تو اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ ہر فرد قومی بہتری کے متعلق سوچتا اور غور و فکر** کرتا ہے۔ جہاں بھی دو چار افراد مجلس میں بیٹھتے ہیں وہ یہی باتیں کرتے ہیں کہ ہماری قوم میں فلاں کمزوری ہے اور اس کا یہ علاج ہے۔ پھر ایک محلہ کے لوگ دوسرے محلہ والوں سے ملتے ہیں تو وہ بھی یہی ذکر کرتے ہیں۔ تیسرے محلہ والوں سے ملتے ہیں تو ان سے بھی یہی ذکر کرتے ہیں۔ پھر ایک شہر کے لوگ جب دوسرے شہر والوں سے ملتے ہیں تو وہ بھی یہی قومی تذکرہ کرتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دماغوں میں ایک اشتراک پیدا ہو جاتا ہے اور قوم کے اندر ایک ایسی روح پیدا ہو جاتی ہے کہ سب کی نظر صرف ایک ہی جہت کی طرف اٹھتی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ حصہ سوم ص ۳۰۲، ۳۰۴)

"جہاد میں اطفال کا حصّہ"

مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ نے قومی دفاع کے لئے بچوں کو تیار کرنے کے لئے ضروری ہدایات "جہاد میں اطفال کا حصّہ" کے نام سے شائع کر کے ہر مجلس کو بھجوا دی گئی ہیں۔ قائدین اور ناظمین ان پر عمل کروانے کی سعی کریں اور رپورٹ مرکز کو بھجوائیں۔ یہ کتابچہ اگر کسی کو نہ ملا ہو تو خط لکھنے پر دوبارہ مل سکتا ہے۔

(مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

اطفال اور قومی دفاع

ہر احمدی کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو قومی دفاع کے لئے تیاری کروائے۔ اس سلسلہ میں شعبہ اطفال کی کتب "کامیابی کی راہیں" (چاروں حصّے) بہت مدد کر سکتی ہیں۔ بالخصوص ہر کتاب کے آخر میں جو عملی حصّہ دیا گیا ہے بچوں کو اس کی مشق کروائیں۔ بہت مفید ثابت ہوگی۔ ان کتب کا مکمل باتصویر سیٹ صرف دو روپے میں مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ سے مل سکتا ہے۔

مہتمم اطفال الاحمدیہ
مرکزیہ

اخلاقی و رُوحانی مشعلیں ——!!

(۱)

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں :-

"دلوں کی بُرائی اور اس کی بیماری کے اسباب صرف دو ہیں (۱) علم کا فساد (۲) ارادے کا فساد۔

اور ان دونوں اسباب سے دو مزید بُرائیاں پیدا ہوجاتی ہیں (۱) غصہ (۲) گمراہی۔

پس گمراہی نتیجہ ہے علم کے فاسد ہونے کا اور ارادے کی خرابی غیظ و غضب کو ظاہر کرتی ہے اور یہی دونوں مرض سرچشمہ ہیں دنیا کی تمام بُرائیوں اور بے حیائیوں کا —— ہاں ان بُرائیوں کو ختم کرنے کا ایک نسخہ بھی موجود ہے اور وہ ہے حق تعالیٰ کی معرفت اور قرآن کریم کے اسرار و رموز پر غور و فکر۔"

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں :-

"مَیں نے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ زُہد نام ہے اُن اشیاء کے چھوڑ دینے کا جن کے نقصانات آخرت میں ہوں اور تقویٰ نام ہے اُن اشیاء کے چھوڑ دینے کا جن کے نقصانات آخرت میں انسانوں کو پہنچیں۔" (مدارج السالکین لابن القیمؒ)

(۲)

رات آہستہ آہستہ بیت رہی ہے۔ دُور تک ایک خوشگوار مقدس سناٹا چھایا ہُوا ہے۔ چونکہ یہ علاقہ پہاڑی اور ریتلا ہے اسلئے ٹھنڈک لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی ہے۔ ان ہی پہاڑوں کے دامن میں ایک اسلامی لشکر کہیں سے واپس لَوٹتے ہوئے تھوڑی دیر دم لینے کے لئے رُک گیا ہے۔ کچھ لوگ تو سو رہے ہیں اور کچھ نیند کی آغوش میں پہنچنے ہی والے ہیں۔ دو ایک فوجی لشکر کی حفاظت کی خاطر جاگ رہے ہیں کہ شاید کسی طرف سے دشمن حملہ آور نہ ہو جائے لیکن تھکن کچھ اس غضب کی ہے کہ پہرے دار بھی اونگھنے لگے ہیں۔

ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر ہم لوگ بھی سو گئے تو لشکر کے لئے خطرہ ہی خطرہ ہے، اسلئے نماز میں مشغول ہو جائیں، اس طرح نیند پر قابو پالیں گے۔ یہ کہہ کر دونوں نماز کے لئے نیت باندھ لیتے ہیں۔ دوسری طرف دشمن واقعی شب خون کے ارادے سے اسلامی لشکر کے پیچھے پیچھے آ رہا تھا۔ دشمنوں نے جب لشکر میں کچھ سائے ہلتے ہوئے دیکھے تو آہٹ لینے کے لئے ایک تیر پھینکا لیکن جب کوئی جواب نہ آیا تو دوبارہ اور پھر سہ بارہ تیر پھینکے جو سب کے سب نماز ادا کرنے والوں میں سے ایک کے لگتے رہے لیکن وہ سایہ برابر اپنے رب سے راز و نیاز میں مصروف رہا —— ہاں —— اس کا خون البتہ قریب ہی سونے والوں کو تر کرتا رہا۔ یہ سونے والے بھی آخر صحابہ ہی کی جماعت میں سے تھے پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ ایک مومن کا خون اس طرح سے بہہ رہا ہو اور وہ سوتے رہیں۔ فوراً ہی سب جاگ گئے یہ منظر دیکھتے ہی دشمن حواس باختہ ہو گئے اور اپنی راہ لی۔

جب زخمی صحابی سے دریافت کیا گیا کہ آپنے اتنی تکلیف کے باوجود نماز کیوں نہیں توڑی تو انہوں نے ارشاد فرمایا :-

"جی نہ چاہا کہ جو سورہ شروع کر دی تھی اس کو ختم کئے بغیر چھوڑ دوں۔" (صحیح بخاری، سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب الوضوء من الدم)

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۹۱۳ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ضروریات کے پیشِ نظر قادیان سے ایک نئے اخبار الفضل کا اجراء فرمایا۔ اس اخبار کے پہلے ایڈیٹر بھی آپ ہی تھے۔ اُس زمانے میں اِس اخبار کے لئے آپ نے بہت سے مستقل عناوین کے تحت قیمتی مضامین تحریر فرمائے جن میں سے بیشتر آپ کے نام کے بغیر شائع ہوتے تھے۔ ذیل کا مضمون بھی حضور ایدہ اللہ کا تحریر فرمودہ ہے۔ ادارہ خالد اس نادر مضمون کو پہلی مرتبہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام سے شائع کر رہا ہے —— (ایڈیٹر)

ہوائیں چلتی ہیں، بادل آتے ہیں، بارشیں ہوتی ہیں اور کسان اپنے کھیتوں کی طرف دوڑتے ہیں، تا خدا کے فضل کو جمع کر لیں اور اپنے کھیتوں میں پانی کا ذخیرہ اکٹھا کر لیں۔

زمین جو لبِ تشنہ سے بھی زیادہ خشک ہو رہی تھی پانی جذب کرتی ہے اور ایک پیاسے اونٹ کی طرح پانی کو اسی طرح نگلتی جاتی ہے کہ اِدھر قطرہ پڑا اور اُدھر غائب۔ بادل تیز بوچھاڑوں میں پانی پھینکتا ہے مگر زمین ہے کہ آخری قطرہ تک اُسے چوس جاتی ہے اور اُس وقت تک اُسے بہنے نہیں دیتی جب تک سیر نہیں ہو جاتی اور جب تک اُس کا ذرہ ذرہ سیراب نہیں ہو لیتا۔

پھر وہی زمین جو خشک ہو کر پتھر کی طرح سخت ہو رہی تھی خدا کے فضل کی بارش سے سیراب ہو کر ایسی نرم ہوتی ہے کہ چلنے پھرنے والوں کے قدم اس میں گھستے چلے جاتے ہیں اور سخت چھلکے کی بجائے نرم نرم کیچڑ اُسے ڈھانپ لیتا ہے۔

کسان جو مدتوں سے اس دن کی انتظار میں تھا ہل لے کر پہنچتا ہے اور بیلوں کی مدد سے زمین کو پھاڑ کر رکھ دیتا ہے اور سخت مشقت برداشت کر کے زمین کو اس قابل بناتا ہے کہ اس میں بیج ڈالا جا سکے۔ جب زمین تیار ہو جاتی ہے تو کسان اپنے گھر سے کچھ دانے لیتا ہے اور اس تیار کردہ زمین کی طرف جاتا ہے۔ پھر وہ دانے جن سے وہ کئی دن اپنے بچوں کا پیٹ بھر سکتا تھا بڑی خوشی سے چھوٹی چھوٹی نالیوں میں ڈال دیتا ہے۔ اور جس طرح مُردہ کو دفن کر دیتے ہیں اسی طرح ان دانوں کو آغوشِ زمین میں دفن کر دیتا ہے لیکن مُردہ دفن کرنے والوں کی طرح اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں جاری ہوتے، اس کے سینہ سے آہیں نہیں نکلتیں، اس کی چھاتی پر سانپ نہیں لوٹتے، اس کا دل پھٹا نہیں جاتا، اس کے گلے میں ہچکیاں آ آ کر رک نہیں جاتیں، اس کے ہاتھ نہیں کانپتے، اس کے پاؤں نہیں لرزتے، اس کا

چہرہ زرد نہیں، اس کی آنکھیں سُرخ نہیں بلکہ وہ خوشی سے گاتا ہے اور اس کا چہرہ تمتما رہا ہوتا ہے، اس کا قدم مضبوط پڑتا ہے اور اس کی ہر حرکت میں ایک اُمنگ معلوم ہوتی ہے۔ اس کی آنکھیں چمک رہی ہیں کامیابی کی اُمید اُس کے سامنے ہے اور اس کا سانس جلدی جلدی آ رہا ہے۔ اُس کے پاؤں کیچڑ سے لت پت ہیں اور پسینہ اس کے ماتھے سے بہہ رہا ہے لیکن اس کا دل اس بادشاہ سے بھی زیادہ خوش ہے جو ایک بڑی مملکت پر حکمران ہے۔

وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی کمائی کو ضائع کر رہا ہے اور اپنا اور اپنی اولاد اور متعلقین کا رزق مٹی میں ملا رہا ہے لیکن نہ اس کے رشتہ دار اس کو منع کرتے ہیں، نہ اس کی بیوی اس کا ہاتھ پکڑتی ہے نہ اس کی اولاد اسے اس فعل سے باز رکھنے کی کوشش کرتی ہے مگر وہ خود ارد گرد کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہیں اور اس کے اس فعل پر افسردہ نہیں بلکہ خوش ہیں، ناراض نہیں بلکہ شاداں ہیں، اس سے دست و گریباں نہیں بلکہ اس کے مدد و معاون ہیں۔

ایسا کیوں ہے؟

اسلئے کہ اسے یقین ہے کہ مَیں اس مُردہ دفن کرنے والی کی طرح اپنے کسی عزیز کی لاش نہیں دفن کر رہا بلکہ اپنے عزیزوں کا رزق پیدا کر رہا ہوں۔ مَیں اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر خاک میں نہیں ملا رہا بلکہ ان کے پیٹ کے بھرنے کا سامان کر رہا ہوں۔ غرضیکہ وہ جانتا ہے کہ مَیں مال ضائع نہیں کر رہا بلکہ مال جمع کر رہا ہوں اور یہ اس کا فعل اور اس پر اظہارِ مسرت ایک یقین کا نتیجہ ہے جو اس کے دل میں بھرا ہوا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو دانے مَیں نے آج زمین میں ڈالے ہیں اُن کو خدا بڑھائے گا اور ایک ایک دانہ کے بدلہ کئی کئی سو دانہ اُگے گا اور میری دولت آگے سے بھی زیادہ ہوگی۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ آج اگر مَیں نے اِن دانوں کو اس طرح زمین میں دفن نہ کیا تو آج سے کچھ دنوں کے بعد میرے گھر میں کھانے کو ایک دانہ نہ ملے گا اور میرا انجام فاقہ کشی ہوگا۔

کسان کو یقین ہے کہ میرے دانے ضائع نہ ہوں گے اسلئے وہ اُنہیں خاک میں ملانے سے پرہیز نہیں کرتا مگر افسوس اس مسلمان پر جو فرمانبرداری کے دعوے کرتا ہے، اطاعت اطاعت کی آوازوں سے آسمان سر پر اُٹھا لیتا ہے، یقینِ کامل کا مدعی ہے لیکن قرآن شریف میں پڑھتا ہے کہ:۔

اَلَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ
اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ
کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ
وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ
وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

۔ وہ لوگ جو اموال خدا کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں انکے اموال کی مثال اُس دانہ کی طرح ہے جو زمین میں بویا جاتا ہے اور سات بالیاں نکالتا ہے اور ہر بال میں سَو سَو دانے ہوتے ہیں۔ اللہ جس کو چاہتا ہے بڑھاتا ہے اور اللہ بڑی کشائش و فراخی والا اور علیم ہے۔

مگر پھر بھی اُسے خدا کے راستہ میں مال خرچ کرنے کا خوف و ڈر ہے اور غرباء کی خبرگیری کرنا اس کے لئے موت ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور اس کے انعام کو اپنے نفس پر اور اپنے بال بچوں پر خرچ کرتا ہے مگر یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ کا حکم قرآن شریف میں پڑھتے ہوئے بخل اس کے دل پر حاوی ہے اور مسکین و یتیم کی دستگیری کرنے سے گھبراتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس طرح میرا مال ضائع ہو جائے گا۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ صدقہ و خیرات سے اس کے مال کی ترقی ہوگی اور اس کی جان طرح طرح کے ابتلاؤں سے محفوظ ہو جائیگی۔ اور شیطانی صفت لوگ اور اس کا نفس جو اسے خدا کی راہ میں مال خرچ کرنے سے روکتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور خوشنما اور فریب دہ باتوں سے اسے پھسلانا چاہتے ہیں۔

اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ یَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَآءِ ۚ وَ اللّٰهُ یَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَ فَضْلًا ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ۝

شیطان تم سے فقر کا وعدہ کرتا ہے اور فحشاء کا حکم دیتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی مغفرت اور اموال کا وعدہ دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور علیم ہے۔

جس تعلیم پر عمل کر کے انسان کو فقر کا خوف ہو وہ خدا کی تعلیم نہیں بلکہ شیطان کی تعلیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی کوئی ایسا حکم نہیں دیتا کہ جس پر عمل کر کے انسان تباہ ہو جائے بلکہ اس کے احکام پر چلنے والے ہمیشہ کامیاب و مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ پس احمق ہے وہ جو صدقات سے اسلئے ڈرتا ہے کہ اس کا مال کم ہو جائے گا۔ وہ نہیں جانتا کہ جو شخص خدا کے راستہ میں مال خرچ کرتا ہے اس کا مال اسی طرح بڑھتا ہے جس طرح زمین میں ڈالا ہوا بیج کم سے کم سات سو گنا ترقی کر جاتا ہے۔ پس اگر تم اپنے مالوں کی ترقی چاہتے ہو، اگر خدا کی رضا حاصل کرنا چاہتے ہو تو تمہیں خدا نے جو کچھ دیا ہے اُسے خدا کے راستہ میں خرچ کرو اور بیواؤں کی خبرگیری کرو۔ یتیموں کی پرورش کرو، مسکینوں کی حاجت روائی کرو، مسافروں کی مشکلات کو حل کرو اور مت ڈرو کہ یہ مال ضائع ہو جائے گا بلکہ اس کسان سے زیادہ جو زمین میں بیج ڈالتا ہے خوش ہو اور اللہ تعالیٰ پر امید رکھو کہ وہ اسے ایک بیج کی طرح بڑھائے گا اور زمین میں ڈالے ہوئے دانے کی طرح اس کی تربیت کرے گا اور خدا کی راہ میں جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے وہ بہت زیادہ ہو کر تمہیں ملے گا۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ع

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

"جو اعلیٰ چیز سے تعلق رکھتا ہے وہ خود بھی اعلیٰ ہو جاتا ہے۔" (خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ)

شاہد اشرف

آپ کا نام کیا ہے؟

● **نفسیاتی پہلو:-**

مشہور انگریزی ادیب شیکسپیر کا قول ہے:-

نام میں کیا رکھا ہے؟ گلاب کا نام خواہ کچھ بھی رکھ دو، اس کی خوشبو اسی طرح رہے گی۔"

اس قول میں ایک حد تک سچائی موجود ہے۔ گلاب پھولوں کی دنیا کا بادشاہ ہے۔ خوبصورتی اور میٹھی خوشبو میں کوئی دوسرا پھول اس کی برابری نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کا حسن اور اس کی یہ خوشبو اس لئے نہیں کہ اس کا نام گلاب ہے۔ یہ نام محض ایک اتفاق ہے۔ اگر اس پھول کا نام گلاب کی جگہ کوئی اور پڑ جاتا تو پھر بھی اس کے حسن اور اس کی خوشبو کا یہی حال رہتا جو اب ہے۔

مگر یہ معاملے کا صرف ایک پہلو ہے۔ معاملے کا دوسرا پہلو بہت مختلف ہے۔ زیادہ دنوں کی بات نہیں کہ ایک چھوٹی لڑکی جس کا نام نیلوفر ہے، روتی ہوئی اپنی ماں کے پاس آئی اور منہ بسور کر کہنے لگی:-

"امی! میرا نام بدل دیجئے۔ مجھے یہ نام ہرگز پسند نہیں۔"

ماں نے پچکارتے ہوئے کہا:- "کیوں بیٹی؟ نیلوفر کتنا پیارا نام ہے، نیلوفر کا پھول کتنا بھلا معلوم ہوتا ہے۔"

"نہیں، نہیں"۔ بچی نے بگڑ کر کہا۔ نیلوفر آپ کو بھلا معلوم ہوتا ہوگا، مجھے بالکل اچھا نہیں لگتا۔"

کیوں بیٹی؟" ماں نے کہا۔ "آخر اس نام میں کیا خرابی ہے؟"

بچی بولی:- "گلی میں سب بچے مجھے نیلا پیلا رنگ" کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس سے بڑی خرابی اور کیا ہوگی؟ میں یہ نام بدل کر رہوں گی۔"

ظاہر ہے کہ اس بچی کو نیلوفر کے پھول کی خوبصورتی سے کچھ بحث نہ تھی۔ اس کے لئے اہم چیز وہ نفسیاتی ردِّعمل تھا جو دوسرے بچوں کے طعنوں سے اس کے اپنے دل میں پیدا ہوتا تھا۔ اس کے معصوم ذہن کو یہ یقین تھا کہ اگر اس کا نام نیلوفر کی بجائے کچھ اور رکھ دیا جائے تو کوئی اس کے نام کو بگاڑ کر اُسے "نیلا پیلا" نہیں کہہ سکے گا۔

نام کا یہ نفسیاتی پہلو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے بچوں بلکہ نابالغ لوگوں کی بھی کمی نہیں جنہیں کسی نہ کسی وجہ سے اپنا نام اگر سخت ناپسند نہیں تو کم از کم زیادہ پسند بھی نہیں ہوتا۔ ہمارے یہاں مغربی ملکوں کی طرح خاندانی نام

نہیں چلتے۔ ہر بچے کو پیدائش پر ایک نام مل جاتا ہے۔ یہ نام کلی طور پر والدین کی وقتی ترنگ پر موقوف ہوتا ہے۔ ممکن ہے سیانے ہونے پر بچہ محسوس کرنے لگے کہ اس کا نام مروجہ فیشن کے مطابق نہیں یا ایک ایسے ماحول کی غمازی کرتا ہے جس سے وہ متنفر ہو چکا ہے۔ شدید تنفر کی صورت میں نام تبدیل کر دیا جاتا ہے، مگر عام صورتوں میں یہ انتہائی قدم نہیں اُٹھایا جاتا۔ ماں باپ کا دیا ہوا نام باقی رکھا جاتا ہے لیکن اگر یہ نام ہلکا سا ناخوش گوار نفسیاتی ردِ عمل بھی پیدا کرتا ہو تو یہ خلش کم و بیش عمر بھر باقی رہتی ہے۔

یہ اسی نفسیاتی حقیقت کا احساس تھا جس نے مسلم معاشرے میں اس دستور کو رواج دیا تھا کہ بچوں کے نام اچھے معانی دینے والے الفاظ پر مشتمل ہوں۔ ایسے الفاظ جو ذہن میں ایک خوشگوار ردِ عمل پیدا کریں۔ وجہ یہ کہ اس قسم کا ردِ عمل فرد کی شخصیت کو حقیقی معنوں میں سہارا دیتا ہے۔

مغربی ملکوں میں لوگوں کے خاندانی نام چلتے ہیں۔ اس رواج کے اَور خواہ کچھ بھی فوائد ہوں اس کی ایک بدیہی خرابی یہ ہے کہ اکثر خاندانی نام بے حد بھونڈے قسم کے ہوتے ہیں، مگر خاندان میں پیدا ہونے والا ہر فرد یہ نام اپنے اُوپر چپکانے پر مجبور ہوتا ہے، وہ اسے کسی طرح بدل نہیں سکتا۔ اس دستور کی دوسری بڑی خرابی اس کی غیر جمہوری رُوح ہے۔ معاشرے کے بعض خاندان دولت یا اقتدار کے لئے نام پیدا کر لیتے ہیں۔ ان خاندانوں کا ہر فرد خواہ وہ فطری صلاحیتوں کے معاملے میں کسی پائے کا ہو خاندانی نام کے سہارے اپنی معتبری جمائے رکھتا ہے اور دوسرے خاندانوں کے افراد خواہ وہ فطری صلاحیتوں کے معاملے میں اس شخص سے کتنے ہی اونچے ہوں اپنے آپکو اس کے مقابلے میں فروتر سمجھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ خاندانی ناموں کا دستور اس لحاظ سے ایک قسم کا ذات پات کا نظام بن کر رہ جاتا ہے۔

ان باتوں کو دیکھتے ہوئے یہ کہنا درست نہیں کہ نام میں کیا رکھا ہے؟ نام میں بہت کچھ ہوتا ہے بیشک "گلاب" کا نام "کانٹا" رکھ دینے سے اس کے قدرتی حسن اور اس کی خوشبو میں کچھ فرق نہیں آئے گا لیکن ایک عرصے تک اس کا نیا نام ذہنوں میں ایک ناخوشگوار ردِ عمل پیدا کرتا رہے گا۔ انسانی نقطۂ نگاہ سے اس ذہنی ردِ عمل کی اذیت بھی بالکل ایسی ہی حقیقی ہے جتنی گلاب کی قدرتی لطافت۔

● نام اور تحت الشعور

چند سال گزرے راقم کے ایک جاننے والے نے اپنے لڑکے کے نام میں "پرویز" کا لفظ شامل کرنا چاہا۔ اس کے بھائی نے اسے یہ کہہ کر روک دیا کہ ہم اپنے بچے کے نام میں یہ منحوس لفظ شامل نہیں کریں گے۔ "پرویز" ایران کا وہ ملعون حکمران تھا جس نے نہ صرف رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک خط کو پھاڑ ڈالا تھا بلکہ اس نے اپنے یمن کے گورنر کو یہ حکم بھی بھیجا تھا کہ حضورؐ کو گرفتار کر کے پیش کرے۔ ان ناشائستہ حرکات کے چند ہی دنوں بعد خسرو پرویز اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہو گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی لمبی چوڑی سلطنت جس نے اس کا سر پھیر رکھا تھا

مسلمانوں کے ہاتھوں پاش پاش ہو گئی۔

بہر حال اگر اس بچے کا نام "پرویز" رکھ بھی دیا جاتا تو اس میں بچے کا کوئی قصور نہ ہوتا۔ اغلب تھا کہ وہ سیانا ہونے پر بھی اپنا یہ نام باقی رکھتا، مگر یہ چیز اس کی اپنی ذہنی کیفیت کے متعلق کچھ زیادہ خبر نہ دیتی۔

تاہم اپنی پسند سے رکھے ہوئے ناموں کا معاملہ اس سے سراسر مختلف ہے۔ ہمارے ہاں بعض پڑھے لکھے لوگ سیانے ہونے پر اپنے نام کے ساتھ کسی تخلص کا اضافہ کر لیتے ہیں قطع نظر اس کے کہ وہ شعر کہتے ہیں یا نہیں۔ اس قسم کا جو دُم چھلا نام کے ساتھ بڑھایا جائے وہ یقینی طور پر انسان کے تحت الشعور کی ایک قابلِ اعتماد جھلک پیش کرتا ہے۔ مثلاً: جس آدمی نے اپنے نام کے ساتھ "حسرت" کا اضافہ کر رکھا ہو اس کے متعلق یہ بات خاصے یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اس کا دل کسی بہت بڑی تمنا کا مدفن ہے۔ اسی طرح جس شخص نے اپنے نام کے ساتھ "آزاد" کا لفظ بڑھا رکھا ہو اس کے متعلق یہ قیافہ لگانا غلط نہیں کہ وہ پرانی لکیروں کا دلدادہ نہیں۔

مضمون نگار نوجوانوں کے لئے

سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی زرّیں ہدایات

۱۔ "ایسے مضمونوں کو منتخب کریں جو واقعہ میں مفید ہوں اور صرف ذہنی دلچسپی پیدا کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔

۲۔ ہمیشہ اس امر کو مدنظر رکھیں کہ مضمون کی طبعی ترتیب قائم رکھی جائے تاکہ پڑھنے والے کو اچھی طرح ذہن نشین ہو جائے۔

۳۔ ہمیشہ مضمون میں ایسے مفید پہلو پیدا کرنے کی کوشش کریں جو اس سے پہلے زیر بحث نہ آئے ہوں۔

۴۔ ہمیشہ ایسے امور پر بحث کریں جن سے ذہن میں وسعت پیدا ہو اور تنگ ظرفی اور کج فہمی پیدا کرنے والے نہ ہوں۔

۵۔ ہمیشہ یہ کوشش کریں کہ تقویٰ کا دامن نہ چھوٹے۔ اپنے خیال کو ثابت کرنے کے لئے کبھی جھوٹے استدلال کو کام میں نہ لائیں۔

۶۔ اگر کسی امر میں اپنی غلطی معلوم ہو تو اس کے اقرار کرنے سے دریغ نہ کرو۔

۷۔ جن لوگوں کو آپ سے پہلے علم پر غور کرنے کا موقعہ ملا ہو انکے غور و فکر کے نتائج کو مناسب درجہ دیں۔ لیکن

۸۔ یہ یاد رہے کہ انسانی علم کی ترقی کبھی مسدود نہیں ہو سکتی مگر ساتھ ہی یہ امر بھی ہے کہ

۹۔ علم کے جس مقام پر اب دنیا ہے وہ پہلوں کی قربانی ہی کا نتیجہ ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو ہم بھی اس مقام پر کھڑے نہ ہوتے۔ پس انکی غلطیاں بھی ہماری اصابت رائے کا موجب ہیں۔" (ماخوذ)

ادبیات

شارق ایم۔اے

منزلیں اُسی کی ہیں جو قدم بڑھاتا ہے

تھک کے گرنے والا تو گردِ راہ پاتا ہے
ہر قدم پہ ٹھوکر سے منزلیں جگاتا ہے
جو خود اپنی ہمّت کو راہبر بناتا ہے

میرے خانۂ دل میں روشنی ہو تو جانوں
یوں تو ایک مدّت سے چاند جگمگاتا ہے

اس کو کیا ہو اندیشہ بجلیوں کی یورش کا
جو خود اپنے ہاتھوں سے آشیاں جلاتا ہے

گُل ہو یا شگوفے ہوں، حق اسی کا ہے، اِن پر
جو لہو کے چھینٹوں سے گلستاں سجاتا ہے

پھول سوکھے جاتے ہیں بادلوں کے سایہ میں
دیکھیں اب بہاروں کا رنگ کیا دکھاتا ہے

اُس کے عزم و ہمّت کو دیکھئے جو گلشن میں
بجلیوں کے سائے میں آشیاں بناتا ہے

رات کی خموشی میں جانے کون اے شارق
میرے دل کی خلوت کو انجمن بناتا ہے

نقد و نظر

"کامیابی کی راہیں" (چہار حصص)

مؤلفہ :- مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ۔

کاغذ، کتابت، طباعت عمدہ۔

قیمت ڈیڑھ روپے علاوہ محصولڈاک۔

ملنے کا پتہ :- شعبہ اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

کتب کا یہ سلسلہ مکرم مہتمم صاحب اطفال نے محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے مشورہ پر ترتیب دیا ہے۔ ان کتب میں دینی معلومات کو احسن رنگ میں، بچوں کے لئے آسان زبان میں پیش کیا گیا ہے۔ کتب کا یہ سلسلہ ہر لحاظ سے بہت قابل قدر ہے۔ فاضل مؤلف نے دیگر بزرگوں کے تعاون سے ان میں مزید دلنشینی اور تاثیر پیدا کر دی ہے جس سے ایمان میں تازگی اور عمل میں درستگی پیدا ہوتی ہے۔

احمدی والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو یہ کتب پڑھائیں۔ اسی طرح سلسلہ کے تعلیمی اداروں میں بھی ان کتب کو داخل نصاب کرنا بہتر اور مفید نتائج پیدا کرنے کا موجب ہوگا۔ ان کے مطالعہ سے جہاں بچوں کی دینی معلومات میں اضافہ ہوگا وہاں ان کی اخلاقی اور روحانی حالت بھی بہتر ہوگی۔

اپنے ترجمان "خالد" کے لئے آپ کیا کچھ کر سکتے ہیں؟

- خریدار بن کر "خالد" کے حلقہ اشاعت میں وسعت پیدا کر سکتے ہیں۔
- اشتہارات فراہم کر کے اس کے اقتصادی استحکام میں حصہ لے سکتے ہیں۔
- مقالات، مضامین، مضامین کے تراجم، منظومات اور دیگر نگارشات سے قلمی اعانت کر سکتے ہیں۔

جائزہ لیجئے

کہ آپ اپنے ترجمان خالد کے لئے کیا کر رہے ہیں؟

مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد
—سابق ایڈیٹر "خالد"—

سیدنا حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی قبولیتِ دُعا کا ایک زندہ نشان

خدا تعالیٰ کے محبوبوں اور برگزیدوں کی ایک عظیم الشان علامت یہ بھی ہوتی ہے کہ جنابِ الٰہی سے انکو استجابتِ دعا کا خارقِ عادت اعجاز عطا فرمایا جاتا ہے۔ اس حقیقت کے پیشِ نظر اگر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الودود بنصرہ العزیز کی مقدس اور خدا نما زندگی پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ کو قبولیتِ دعا کے بے شمار نشان دیئے گئے ہیں اور ان کا سلسلہ ماضی سے لیکر حال تک اور آپ کے خاندانی ماحول سے لیکر بین الاقوامی معاملات و واقعات تک ممتد ہے۔

مگر اس وقت مجھے حضور کی دعاؤں کی قبولیت کا ایک ایسا زندہ نشان پیش کرنا ہے جس کا تعلق گو بظاہر آپ کے خاندان سے ہے مگر نہ صرف ہم خدامِ احمدیت بلکہ غیر از جماعت دوست بھی اس پر شہادت دیتے ہیں۔ یہ نشان صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کا وجود باجود ہے

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب اُمِّ رفیع حضرت سیدہ سارہ بیگم صاحبہ نے انتقال فرمایا تو اسوقت مخدومی صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی عمر چھ سال سے کچھ زیادہ تھی۔ اپنی والدہ ماجدہ کی حسرتناک وفات پر بچوں کا آہ و بکا کرنا ایک فطری اور طبعی چیز ہے مگر صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے اس موقع پر ایسا غیر معمولی صبر و تحمل کا نمونہ دکھایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کی کہ الٰہی اِس بچہ کو سوز و گداز سے پُر دل عطا فرمائے۔ چنانچہ حضور نے "الفضل" (۲۷ جون ۱۹۳۳ء) میں "میری سارہ" کے عنوان سے ایک مفصل مضمون لکھا جس میں اپنے قلم مبارک سے اس اہم واقعہ کی تفصیل مندرجہ ذیل الفاظ میں تحریر فرمائی:۔

"رفیع احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کہ وہ بھی اپنی ننھیال گیا ہوا تھا اور والدہ کی وفات سے صرف تین دن پہلے واپس آیا۔ اس کی عمر چھ سال سے کچھ اوپر ہے۔ اس کی نسبت راولپنڈی سے واپسی پر مجھے معلوم ہوا کہ جونہی ان کی والدہ فوت ہوئی وہ اپنی بہن امۃ النصیر کو جو والدہ کے پاس رہنے کے سبب سے سب سے زیادہ والدہ سے مانوس تھی ایک طرف لے گیا اور ایک دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو کر دیر تک اسے کچھ سمجھاتا رہا اس کے بعد جب مرحومہ کو غسل دیکر چارپائی پر لٹا دیا گیا تو ایک پھولوں کا ہار لیکر آیا اور پہلے والدہ کے ماتھے پر بوسہ دیا پھر

ہار گلے میں ڈال کر اپنے آنسوؤں کو بزور روکتا ہوا اپنے منہ کو ایک طرف کر کے تاکہ اس کے جذبات کو کوئی دیکھ نہ لے دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ وہ ایک چھ برس کا بچہ ہے یہ عمل ایک غیر معمولی عمل ہے۔ ایک حیرت انگیز صبر کا مظاہرہ ہے۔ جب میں واپس آیا اور میں نے رفیع احمد کو بلوایا تو میں نے دیکھا کہ وہ میری آنکھوں سے آنکھیں نہیں ملاتا تھا اور اپنے جذبات کو پورے طور پر دبانے کی کوشش کر رہا تھا۔ وہ ڈرتا تھا کہ اگر میری آنکھوں سے اس کی آنکھیں ملیں تو اپنے آنسو نہیں روک سکے گا۔ شاید وہ کہیں چھپ کر رویا ہو تو رویا ہو میں نے اُسے روتے ہوئے نہیں دیکھا۔

رحیم و کریم بادشاہ! تو نے اس بچہ کے صبر کو دیکھا ہے۔ اس کے صبر کو دیکھ کر میرا نفس شرمندہ ہے تو اسے سنگدلی سے محفوظ رکھ۔ تو اس کے دبائے ہوئے جذبات کو مرنے سے محفوظ رکھ۔ اگر اس جذبات کو دبانے کی کوشش میں اسکے جذبات مر جائیں، اگر اس کا دل پتھر کی طرح ٹھنڈا اور سخت ہو جائے تو اے میرے رب یہ اسکی اس شاندار کوشش کا ایک بُرا بدلہ ہوگا۔ پس اے رحیم خدا گو جذبات کی زندگی ایک موت ہے ایک سوزش ہے جو ہر وقت انسان کو جلاتی رہتی ہے لیکن اے میرے رب ایسی موت میں روح کی زندگی ہے اور جذبات کی موت گو بظاہر آرام اور سکون کا موجب ہے لیکن ایسی آرام اور سکون میں رُوح کی موت ہے۔ پس اے میرے رب میں تجھ سے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں کہ اس بچہ کے اس نیک فعل کو قبول کر اور اس کے جذبات کو مرنے نہ دے بلکہ ایک رحم کرنے والا دل اسے دے، ایک محبت کرنے والا دل اسے دے، ایک سوز سے پُر دل اسے دے۔ ہاں بظاہر دوزخ نظر آنے والی یہ تینوں چیزیں اسے دے تاکہ وہ تیری جنت کو حاصل کر سکے۔ آمین یا رب العالمین۔"

اللہ تعالیٰ نے حضور کی یہ دعا کس شاندار طریق پر قبول فرمائی اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی انیسویں سالانہ

مجلس شوریٰ کی مختصر روئیداد

ملک کے ہنگامی حالات کے پیش نظر امسال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع منعقد نہیں ہو سکا۔ تاہم مجلس شوریٰ اعلان کے مطابق مورخہ ۲۳-۲۴ر اکتوبر کو ربوہ میں کامیابی کے ساتھ منعقد ہوئی جس کی مختصر روئیداد پیش خدمت ہے :-

افتتاحی اجلاس

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی انیسویں سالانہ مجلس شوریٰ مورخہ ۲۳ر اکتوبر ۱۹۶۵ء بروز ہفتہ ربوہ میں منعقد ہوئی۔ افتتاحی اجلاس رات پونے آٹھ بجے مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر تعمیر ہال میں محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ حافظ محمد صدیق صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ محترم صاحب صدر کی اقتداء میں سب خدام اور نمائندگان شوریٰ نے تین بار عہد دوہرایا۔ اس کے بعد مزید کارروائی سے قبل اجتماعی دعا کی گئی۔ بعد ازاں مکرم مرزا لطف الرحمٰن صاحب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سال گزشتہ کی کارگزاری کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ جس میں دوران سال جملہ مجالس کی کارگزاری کا نہایت مختصر خاکہ پیش کیا گیا تھا۔ (یہ رپورٹ انشاء اللہ دسمبر میں مفصل طور پر شائع ہوگی)۔

افتتاحی خطاب

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے خدام سے خطاب فرماتے ہوئے گزشتہ سال کے ایک نمایاں کام تعمیر ہال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا :-

"یہ کام ایک لمبے عرصہ کے بعد مکمل ہو رہا ہے اسلئے ہم سب کو اس کی خوشی ہے۔ یہ ایک بڑی کامیابی ہے جو ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے حاصل ہوئی ہے۔ بلاشبہ ہماری یہ کامیابی آپ کے مبارک نام سے ہی منسوب ہونی چاہئیے۔"

تعمیر ہال کے چندہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ شروع میں جب ۳۱۳ روپے ادا کرنے کی تحریک کی گئی تو اس کی کامیابی مشکل نظر آتی تھی لیکن اب ہم سوچ رہے ہیں کہ مجالس کے لئے ۳۱۳ کی تحریک الگ کی جائے اور ۳۱۳ افراد الگ ہوں۔ بہر حال یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ رقم مہیا ہو رہی ہے تاہم ابھی اس طرف اور توجہ کی ضرورت ہے۔ "قائدین اضلاع کوشش کریں کہ ہر مجلس خواہ وہ کتنی چھوٹی ہو جس طرح بھی ہو وہ کوشش کر کے ۳۱۳ کی تحریک میں شامل ہو جائے۔"

سال گزشتہ کی پڑھی جانے والی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنی خامیوں کا اعتراف کرنا چاہئیے اور عذر خواہی کی بجائے محاسبۂ نفس

کرنا چاہیئے۔ اسی ضمن میں آپ نے فرمایا "ہم سب کو اب اس بات کے لئے تیار رہنا چاہیئے کہ ہم سب پچھلے سال جو خامی رہ گئی ہے اسکو بھی پورا کرنا ہے اور اس کی تلافی کرنی ہے اور آئندہ پچھلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ ترقی کرنی ہے۔"

ایجنڈا کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے نمائندگان سے فرمایا کہ مشورہ دیتے وقت تقویٰ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر وقت مدِنظر رکھیں۔ اس کے علاوہ ملک کے حالات کو بھی مدِنظر رکھا جائے۔ بجٹ میں لچک رکھی جائے "تاکہ ہمارا پروگرام ملکی دفاع میں ممد ثابت ہو۔"

ملکی دفاعی فنڈ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ "اس میں نوجوانوں کو بہت زیادہ حصہ لینا چاہیئے۔" آپ نے فرمایا کہ سالانہ اجتماع کو ملتوی کرنے کی مختلف وجوہات میں سے ایک یہ بھی تھی کہ اس طرح بہت سا وقت اور روپیہ خرچ ہوگا۔ اجتماع نہ ہونے کی صورت میں جو رقم بچے وہ ملکی دفاعی فنڈ میں دی جائے۔

تحریک جدید کے بارہ میں آپ نے تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے فرمایا کہ تحریک جدید کے سارے کے سارے مطالبات پر نظر رکھنی چاہیئے۔ مالی پہلو کے علاوہ باقی مطالبات کی طرف ابھی بہت ہی کم توجہ ہے۔ ہم جن حالات سے گزر رہے ہیں ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہمارے نوجوان سادہ زندگی بسر کریں۔ آپ نے خاص طور پر سادگی پر زور دیا اور فرمایا کہ اگرچہ ہم تعداد میں تھوڑے ہیں لیکن ہمارے نیک نمونہ کا دوسروں پر بھی اثر پڑے گا۔

آپ نے فرمایا کہ ہمیں اپنے ملک کو اقتصادی لحاظ سے اس قابل بنا دینا چاہیئے کہ پھر ہمیں عیسائیوں سے مدد لینے کی ضرورت نہ پڑے۔ اگر خدام تحریک جدید کے مطالبات کو اپنے سامنے رکھیں تو یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ملکی مصنوعات کو رواج دیا جائے۔ غیر ملکی مصنوعات کا استعمال ترک کیا جائے تاکہ ہمارا ملک خود کفیل ہو جائے۔

آخر میں آپ نے تحریک جدید کے چندہ کی طرف توجہ دلائی اور خدام کو یاد دلایا کہ آپ نے اپنے امام کے سامنے جو وعدہ خدا کی قسم کھا کر کیا تھا وہ ابھی آپ نے پورا نہیں کیا۔ اس کی طرف خاص توجہ دیں۔

اس پُر اثر خطاب کے بعد ایجنڈا پیش کیا گیا۔ اس کی مختلف تجاویز پر غور کرنے کیلئے صاحب صدر نے تین سب کمیٹیاں بنانے کا اعلان فرمایا۔ نمائندگان نے ان کمیٹیوں کے لئے ممبران کے نام تجویز کئے اور اس طرح افتتاحی اجلاس رات ساڑھے دس بجے کے قریب ختم ہوا۔ رات ان سب کمیٹیوں کے الگ الگ اجلاس منعقد ہوئے۔ سب کمیٹیوں کے سب ممبران حاضر تھے۔ ان کمیٹیوں کی رپورٹ دوسرے روز عام اجلاس میں نمائندگان شوریٰ کے سامنے پیش کی گئی۔

دوسرا اجلاس

مجلس شوریٰ کا دوسرا اجلاس مورخہ ۲۴ اکتوبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی صدارت میں تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا جو خاکسار عطاء المجیب راشد نے کی۔ اسکے بعد صدر محترم کے ارشاد کے مطابق سب کمیٹی مال کی رپورٹ پیش کی گئی۔

خاصی مفید اور سنجیدہ بحث کے بعد ۱۹۶۵-۶۶ء کا

بجٹ آمد و خرچ منظور کیا گیا۔ امسال بجٹ ۲۰۶۵۱۰ روپے کا ہے۔ صاحب صدر کے ارشاد کے مطابق ملک کے ہنگامی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے بجٹ پر بحث کی گئی۔ یہ بھی تجویز کیا گیا کہ ہنگامی حالات کے لئے تین ہزار روپے کی زائد رقم بھی فراہم کی جائے گی۔

اس سب کمیٹی کے بعد دوسری سب کمیٹیوں کی رپورٹ بھی پیش ہوئی اور ہر تجویز پر مختصر بحث ہوئی۔ دوپہر کے بارہ بجے اس اجلاس کا وقت ختم ہو رہا تھا چنانچہ عین وقت پر اجلاس برخاست کر دیا گیا۔

تیسرا اجلاس

مجلس شوریٰ کا تیسرا اور آخری اجلاس بعد دوپہر سوا دو بجے زیر تعمیر ہال میں ہی محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت کلام پاک عبدالرشید صاحب سماٹری نے کی۔ مزید کارروائی سے قبل اجتماعی دعا کی گئی۔ اس کے بعد آخری سب کمیٹی کی بقیہ سفارشات پیش کی گئیں۔ تقریباً چار بجے تک ان تجاویز پر غور ہوتا رہا۔ چونکہ بعض نمائندگان نے فوراً ہی واپس جانا تھا اس لئے اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب نے ایک نہایت مختصر سا خطاب فرمایا۔

خطاب کے شروع میں آپ نے چند ضروری تحریکات فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ شعبہ اصلاح و ارشاد کی طرف سے ختم نبوت کا رسالہ شائع کیا گیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پر مشتمل ہے۔ یہ رسالہ تبلیغ کے لئے بڑا مفید ہے۔ پس خدام کو یہ رسالہ زیادہ سے زیادہ لیکر اپنے احباب میں تقسیم کرنا چاہیئے۔

مہتمم صاحب تعلیم کی طرف سے دینی معلومات کا چوتھا ایڈیشن شائع کیا گیا ہے۔ یہ رسالہ معلومات کے لئے سب خدام و اطفال کے لئے یکساں طور پر مفید ہے[1]

آپ نے فرمایا۔ مہتمم صاحب اطفال کی طرف سے "کامیابی کی راہیں" کے سیٹ کا تیسرا ایڈیشن شائع کیا گیا ہے اور اطفال کے امتحانات کا پروگرام بنایا گیا ہے۔ ان امتحانات میں شامل ہونے والے اطفال کی تعداد اگرچہ زیادہ ہے لیکن ابھی ۶۵۰ میں سے ۱۴۰ مجالس کے ۲۵۰۰ اطفال اس میں حصہ لے رہے ہیں۔ یہ سکیم بڑی ضروری ہے اور یہ منصوبہ بڑا مفید ہے۔ قائدین کو چاہیئے کہ وہ خدام، انصار اور لجنہ اماء اللہ کو بھی اس کی افادیت کی طرف توجہ دلائیں۔ "میری سب قائدین سے درخواست ہے کہ وہ اس کی کوشش کریں کہ انکی مجالس کے سارے اطفال اپنی عمر کے لحاظ سے کسی نہ کسی امتحان میں ضرور شامل ہوا کریں اور ان کتابوں کو زیادہ سے زیادہ رواج دینے کی کوشش کی جائے۔"

اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے خدام کو تحریک جدید کی طرف توجہ دلائی اور بڑے درد مند

---

[1] یہ کتابچہ امتحان مقدمین شامل ہے۔ یہ امتحان اس ماہ کے آخر میں ہو رہا ہے۔ جملہ مجالس کو چاہیئے کہ وہ فوراً یہ کتابچہ حاصل کر لیں۔ (ایڈیٹر)

طریق بیان کو عظیم ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔ آپ نے تحریک فرمائی کہ "سالِ رواں ۳۱ راکتوبر سے ختم ہو جائے گا اور یکم نومبر سے نیا سال شروع ہوگا خدام کو چاہیئے کہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔"

گذشتہ سالوں کے بقایا جات کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے ایک پُر سوز تقریر فرمائی جس کا ہر لفظ خدام کی خاص توجہ کے قابل ہے۔ یہ حصہ صدرِ محترم کے اپنے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں۔ آپ نے فرمایا:۔

"مَیں پہلے بھی آپ کو تحریک کر چکا ہوں اور مَیں آپ کو وہ وعدہ یاد دلا چکا ہوں جو آپ نے خدا کے نام کی قسم کھا کر اپنے امام کے سامنے کیا تھا۔ اگر اب بھی کسی اَور توجہ دلانے کی ضرورت ہے تو آپ پر افسوس ہے کہ آپ نے اسلام اور احمدیت کے نام کی قدر نہیں کی۔ اس سے بڑھ کر اَور کیا ہو سکتا ہے کہ مجلس خدام الاحمدیہ کے نمائندوں نے یہاں مرکز میں خدا کی قسم کھا کر اپنے امام کے سامنے یہ عہد کیا تھا کہ ہم تحریکِ جدید کے چندہ کو بڑھانے اور دفتر دوم کو کامیاب بنانے کی کوشش کریں گے۔ لیکن ابھی تک حال یہ ہے کہ ۲۷۹۰۰۰ روپے کے جو وعدے تھے اس میں سے صرف ۱۶۴۰۰۰ روپے وصول ہوئے ہیں۔ اور سال ختم ہونے کو آگیا ہے۔ اب بھی اگر خدام توجہ دیں اور دل میں دین کا درد پیدا کر لیں تو کوئی مشکل نہیں ہے کہ اب بھی وہ اس کام کو پورا نہ کر سکیں۔ واپس جا کے اپنے بھائیوں کو سمجھائیں جنہوں نے اس میں حصہ نہیں لیا یا جنہوں نے وعدہ کر کے پورا نہیں کیا اور جھوٹے بنتے ہیں۔ ان کو کہیں کہ اس دنیا میں تم نے ہمیشہ نہیں رہنا بلکہ مرنے کے بعد خدا کے سامنے جانا ہے اور اپنے وعدوں کے لئے خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کرنی پڑیگی۔ وعدہ بھی کسی زید اور بکر سے نہیں ہے۔ خدا سے وعدہ ہے کہ تیرے دین کی خاطر اور تیرے رسولؐ کے نام کو بلند کرنے کے لئے اور اس کی عزت کو قائم کرنے کے لئے اور اسلام کی سر بلندی کے لئے ہم اپنے مال سے اتنا حصّہ دیں گے۔ ایک نہایت حقیر سا حصّہ دیں گے اور پھر وہ وعدہ ہم پورا نہیں کر سکتے۔ ہم سب لوگ ہی اس کے لئے قصور وار ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ میں سے کوئی ایسا نہ ہو جس نے وعدہ کر کے خلاف ورزی نہ کی ہو لیکن جب ہمارے بھائیوں نے ایسا کیا تو ہم ہی اس کے لئے جوابدہ ہیں اور ہم بھی قصور وار ہیں۔ پس جا کے اپنے بھائیوں کو سمجھائیں اور انہیں کہیں کہ جو وعدہ انہوں نے اسلام کے لئے کیا تھا اس کو پورا کریں ورنہ وہ مجرم ہوں گے اور انہیں خدا کے حضور جواب دہ ہونا پڑے گا اور وہ ساری قوم کے نام پر بدنما داغ لگانے والے ہوں گے کہ انہوں نے اسلام کی تبلیغ کی خاطر ایک وعدہ کیا جس کی وجہ سے تمام اکنافِ عالم میں خدا کی توحید کا پرچار ہو رہا ہے، خدا کے رسولؐ کی عزّت کو قائم کیا جا رہا ہے مگر ان لوگوں کی وجہ سے جو وعدہ خلاف ہیں اور جنہوں نے وعدے کئے اور پھر اُن کو پُورا نہ کیا۔ تحریکِ جدید اپنے کام کو جاری

نہیں رکھ سکتی۔ اسلئے میں اپنے بھائیوں سے بہت ہی درد مند دل کے ساتھ یہ درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اپنے مقام کو سمجھیں اور اس وقت کی اہمیت اور نزاکت کو سمجھیں کہ اگر ہم نے اس سے فائدہ نہ اٹھایا تو ہم بہت پیچھے رہ جائیں گے ...... اگر آج ہم نے دین کی ہمدردی کا حق ادا نہ کیا تو یہ موقع اللہ تعالیٰ ہم سے لے کر جیسا کہ اس نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کسی اور قوم کو دیدیگا۔ اور یہ ہمارے لئے بڑی ہی بدنصیبی اور بدبختی کی بات ہوگی۔ اس میں اسی قدر کہنے پر اکتفا کرتا ہوں کہ آپ سب اس بات کی کوشش کریں کہ ہم نے تحریک جدید کے جو وعدے کئے تھے ہم اسے پورے کر سکیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مومن کا وعدہ ایسے ہی ہوتا ہے جس طرح کہ ہتھیلی میں کوئی چیز رکھ دی جائے۔ آپ بھی مومن ہیں، ہم سب مومن ہیں اور ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر کیوں ہمارے وعدے ایسے نہیں ہیں جو کہ مومنوں کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔"

قائدین اضلاع کی کارکردگی

اختتامی خطاب سے قبل محترم صاحب صدر نے مجلس عاملہ مرکزیہ کے فیصلہ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان فرمایا کہ قائدین اضلاع کو اعلیٰ کارکردگی کے لحاظ سے قائد ضلع سرگودھا اول، قائد ضلع لائل پور دوم، اور قائد ضلع گجرات اور قائد ضلع گوجرانوالہ دونوں سوم رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے ان قائدین کرام کو سندات خوشنودی بھی عطا کیں۔

اس الوداعی خطاب کے بعد تین مرتبہ اجتماعی طور پر عہد دوہرایا گیا اور پھر اجتماعی دعا ہوئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مجلس شوریٰ کی کارروائی بڑی کامیابی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعاؤں پر اختتام پذیر ہوئی۔ فالحمد للہ۔

حاضری نمائندگان

امسال مجلس شوریٰ میں ۹۲ مجالس خدام الاحمدیہ کے ۲۱۵ نمائندگان نے شرکت کی۔ یہ تعداد گزشتہ سال کی تعداد سے بقدر گیارہ زیادہ ہے ہنگامی حالات کے باوجود نمائندگان کی تعداد میں اضافہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور مجالس خدام الاحمدیہ کی بیداری اور فرض شناسی پر دال ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مجلس شوریٰ کے ہر سہ اجلاسوں میں نمائندگان کے علاوہ ربوہ کے خدام نے بھی بکثرت شرکت کی۔ ان کے علاوہ بہت سے دیگر معزز افراد نے بھی استفادہ کیا۔

شوریٰ کے دوسرے روز علی الصبح زیر تعمیر ہال میں اجتماعی طور پر نماز تہجد ادا کی گئی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت یابی اور اسلام کی ترقی کے لئے خاص طور پر

Monthly **KHALID** *Rabwah*

NOVEMBER 1965 **REGD. NO. L. 5830**

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے ۱۹۶۵-۱۹۶۶ کے لئے میں نے مندرجہ ذیل عاملہ مقرر کی ہے نوجوانوں کی تربیت کا مسئلہ بہت اہم ہے اور دن بدن زیادہ اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ضمن میں وہ کام کرنے کی توفیق دے جسمیں اسکی رضا ہو اور نوجوانوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت اور نیکی اور تقوی کا بلند معیار قائم ہوجائے۔ والسلام

مرزا رفیع احمد

صدر مجلس خدام الاحمدیہ

۱- نائب صدر مہتمم صحت جسمانی	صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب
۲- معتمد	مرزا لطف الرحمن صاحب
۳- مہتمم تربیت	چوہدری بشیر احمد صاحب شمس
۴- ،، وقار عمل	قاضی مبارک احمد صاحب
۵- ،، خدمت خلق	سید میر محمود احمد صاحب
۶- ،، اصلاح و ارشاد	پروفیسر مرزا انس احمد صاحب
۷- ،، تجنید	پروفیسر عبدالشکور صاحب اسلم
۸- ،، اشاعت	چوہدری محمد اعظم صاحب
۹- ،، تحریک جدید و وقف جدید	محمد شفیق صاحب قیصر
۱- ،، صنعت و تجارت	پروفیسر مبارک احمد صاحب انصاری
۱- ،، بیرون	پروفیسر محمد اسلم صاحب صابر
۱۰- ،، عمومی	،، رفیق احمد صاحب ثاقب
۱- ،، مقامی	چوہدری عبدالعزیز صاحب
۱- ،، تعلیم	قریشی نورالحق صاحب تنویر
۱- ،، [illegible]	پروفیسر حمید [illegible]
،، اطفال	مولوی محمد اسمٰعیل [illegible]
،، محاسب	پروفیسر عبدالرشید [illegible]

صرف ڈائمنڈ نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔